لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ
عَلِيْمٌ ○ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى
نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۗ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۗ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۗ
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ جب تک تم اپنی محبوب چیزوں کو (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو گے
(کامل) نیکی (کا مرتبہ) کو نہ پہنچ سکو گے اور جو کچھ بھی کسی چیز سے خرچ کرتے رہتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے
خوب واقف ہے * سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کے لئے مگر وہ جو حرام کر لی تھیں اسرائیل
نے اپنے اوپر تورات نازل ہونے سے پہلے تو آپ کہیے لاؤ تورات پھر پڑھو اس کو اگر تم سچے ہو *
سو جو شخص اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بات کی تہمت لگائے تو ایسے لوگ (حق) ظالم (بے انصاف) ہیں *
آپ کہہ دیجئے سچ فرمایا ہے اللہ نے پس پیروی کرو تم ملت ابراہیم کی جو ہر باطل سے الگ تھلگ
تھے اور (بالکل) نہ تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے۔ (۳/ ۹۲ تا ۹۵)

۹۲ - بر یعنی نیکی و بھلائی۔ بر سے مراد یہاں عمل صالح یا جنت ہے (فتح القدیر) حضرت انس بن
مالک سے روایت ہے کہ تمام انصار میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مالدار تھے وہ اپنے تمام
مال اور جائداد میں "بیرحاء" نامی باغ کو جو مسجد نبوی شریف کے سامنے تھا سب سے زیادہ پسند کیا
کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر اس باغ میں جایا کرتے تھے اور اس کے کنوئیں کا میٹھا پانی نوش
فرمایا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہؓ نے حاضر ہو کر آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ
کا یہ فرمان ہے اور میرا سب سے زیادہ عزیز مال یہی "بیرحاء" ہے۔ لہٰذا میں اس کو اس امید میں کہ جو بھلائی
اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ میرے لئے جمع رہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں لہٰذا آپ کو اختیار ہے جس طرح مناسب
سمجھیں اس کو تقسیم کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو کر فرمانے لگے کہ خوب۔ یہ بہت ہی فائدہ مند مال ہے
اسے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا پھر فرمایا کہ "میری رائے یہ ہے کہ تم اس باغ کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کرو۔
حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا "بہت اچھا" پھر اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا (بخاری و مسلم
مسند احمد) ایک دفعہ حضرت عمرؓ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا سب سے زیادہ
عزیز اور بہترین مال وہ ہے جو خیبر میں میری زمین کا ایک حصہ ہے۔ میں اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں۔ فرمائیے
میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ "اصل (زمین) کو اپنے قبضہ میں رکھو اور اس کی پیداوار پھل وغیرہ اللہ کی راہ
میں وقف کر دو (بخاری و مسلم)۔ (تفسیر ابن کثیر)

۹۳ - یہود نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ حضور اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر خیال کرتے ہیں باوجودیکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ کا گوشت اور دودھ نہیں کھاتے تھے آپ کھاتے ہیں تو آپ ملت ابراہیمی پر کیسے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حلال تھیں یہود کہنے لگے کہ یہ حضرت نوح پر بھی حرام تھیں حضرت ابراہیم پر بھی حرام تھیں اور ہم تک حرام چلی آئیں۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا گیا کہ یہود کا یہ دعویٰ غلط ہے بلکہ یہ چیزیں حضرات ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق و یعقوب علیہم السلام پر حلال تھیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی سبب سے ان کو اپنے اوپر حرام فرمایا اور یہ حرمت ان کی اولاد میں باقی رہی یہود نے اس کا انکار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توریت اس مضمون پر ناطق ہے اگر تمہیں انکار ہے تو توریت لاؤ اس پر یہود کو اپنی فضیحت و رسوائی کا خوف ہوا اور وہ توریت نہ لاسکے ان کا کذب ظاہر ہوگیا

(خزائن العرفان)

۹۴ - (اے یہودیو!) اس کے بعد بھی جو یہ کہا اس کئے جائے کہ .... یہ جانور حضرت نوح سے زمانے ہی میں حرام تھے تو اب وہ مفتری کا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑنے والا ہوگا کہ اب یہ جھوٹ محض خطا یا بے خبری میں نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ ہے اور یہ مفتری بڑا ہی ظالم ہوتا ہے چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے نبیوں پر افترا کرنے والا کہ وہ تو بڑے درجے کا ظالم ہے اور ظالم کی سزا دائمی دوزخ میں رہنا ہے۔ (اشرف التفاسیر)

۹۵ - اللہ تعالیٰ نے سچی بات فرمادی ہے اس پر مضبوط ہو کہ جو دین (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا ہے چلو اس کو اختیار کرو اور یہ ظاہر ہے کہ ان میں دو وصف تھے ایک یہ کہ وہ حنیف تھے یعنی ادھر ادھر بھٹکتے نہ تھے ایک طرف کے ہو رہے تھے سب کو ترک کرکے اللہ تعالیٰ کی ذات پر تکیہ لگا رکھا تھا۔ حنیف ایسا عام وصف ہے کہ جس کی شاخیں خلت، توکل، رضا، قناعت، صبر، دنیا سے نفرت کرکے عالم آخرت کی طرف رغبت، سخاوت، وفا وغیرہ خصائل حمیدہ ہیں اور دوسرا وصف یہ تھا کہ وہ مشرک نہ تھے نہ شرک جلی (کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے سوا الوہیت میں شریک کیا جائے) ان کا شیوہ تھا نہ شرک خفی۔ یہاں تک کہ اپنے جمیع کاروبار اور تمام عالم کا سلسلہ اختیار اسی کے ہاتھ میں جانتے تھے۔ اب غور کرو کہ ان اصل اصول باتوں میں سے اہل کتاب کونسی بات (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی اتباع ر

(تفسیر حقانی)

خلاصہ: ہرگز تم کو نیکی کا عوض یعنی جنت نہ ملے گی جب تک تم وہ مال نہ صدقہ کروگے جو تم کو مرغوب اور محبوب ہے اور جو چیز تم خرچ کروگے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے اور اس کا عوض عطا فرمائے گا * اونٹ کا گوشت اور دودھ۔ نزول توریت سے قبل حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کے کھانے سے قسم کھائی تھی ان کے اتباع میں ان کی اولاد نے بھی چھوڑ دیا تھا۔ اس قسم کا سبب یہ تھا کہ ان کو ایک عارضہ لاحق ہوا تھا انہوں نے نذر کی کہ اگر میں صحت پاؤں تو جو میری بہت پسندیدہ چیز ہو وہ چھوڑ دوں گا۔ ان کو یہ بہت بھاتا تھا سو نذر کے سبب چھوڑ دیا * جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے یعنی واضح اور صریح شہادتوں کے بعد بھی اپنے جھوٹ پر قائم رہیں اور یہ کہے جائیں کہ فلاں فلاں چیزیں اللہ کی طرف سے حرام ہیں جیسا کہ یہود کیا کرتے تھے تو ایسے لوگ ہی ظالم ہیں یعنی ناانصاف، حق چھوڑ کر باطل کی طرف متوجہ ہونے والے * صرف اسلام ہی ملت ابراہیمی ہے خالص توحید جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ تھا صرف اسلام ہی ہے

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِينَ ۝ فِيهِ
اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ إِبْرٰهِيمَ ۝ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ
حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ
الْعٰلَمِينَ ۝

بے شک (سب سے) پہلا مکان جو لوگوں کے لئے (عبادت گاہ) دنیا میں بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے
بڑا برکت والا اور سارے جہان کے لئے راہنما ہے * اس میں بہت سی نشانیاں ظاہر ہیں (منجملہ ان
کے) ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے اور جو کوئی اس میں چلا جاتا ہے تو امن پاتا ہے اور لوگوں
پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس مکان کا حج کریں ان پر کہ جو وہاں پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں
اور جو کوئی کفر (انکار و نافرمانی) کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے سارے جہانوں سے۔ (۳/۹۶-۹۷)

۹۶ - لوگوں کی عبادت قربانی، طواف، نماز، اعتکاف وغیرہ کے لئے خانہ خدا جس کے بانی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام
ہیں ... وہ ہے جو سب سے پہلے مکہ میں بنایا گیا ہے یہی خلیل اللہ حج کے پہلے منادی ہیں ... اس بیت اللہ کی تعمیر میں تمام دنیا
کے لئے خیر و برکت ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی؟ حضور
علیہ السلام نے فرمایا مسجد حرام۔ پوچھا پھر کونسی؟ آپ نے فرمایا "مسجد بیت المقدس"۔ پوچھا ان دونوں کے درمیان کتنے زمانہ کا
فاصلہ ہے؟ فرمایا "چالیس سال"۔ پوچھا پھر کونسی (مسجد)؟ آپ نے فرمایا "جہاں کہیں نماز کا وقت آجائے نماز پڑھ لیا کرو
ساری زمین مسجد ہے"۔ (مسند احمد و بخاری و مسلم) امیر المومنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں گھر تو پہلے بہت
سے تھے لیکن خاص اللہ کی عبادت کے لئے سب سے پہلا گھر یہی ہے * بکہ - مکہ شریف کا مشہور نام ہے چونکہ بڑے
بڑے جابر شخصوں کی گردن یہاں ٹوٹ جاتی تھی یعنی ہر بڑائی والا یہاں پست ہو جاتا تھا اس لئے اسے بکہ کہا گیا اور اس لئے بھی کہ لوگوں
کی بھیڑ بھاڑ یہاں ہوتی ہے اور اس لئے بھی کہ یہاں لوگ خلط ملط ہو جاتے ہیں * حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فج سے تنعیم تک تو
مکہ ہے اور بیت اللہ سے بطحا تک بکہ ہے۔ بیت اللہ اور مسجد کو بکہ کہا گیا ہے بیت اللہ اور اس کے آس پاس کی جگہ کو
بکہ اور باقی شہر کو مکہ بھی کہا گیا ہے اس کے اور بھی بہت سے نام ہیں مثلاً بیت العتیق، بیت الحرام، بلد الامین، بلد المامون،
ام رحم، ام القریٰ، صلاح، عرش، قادس، مقدس، ناسہ، ناسسہ، حاطمہ وغیرہ۔ اس کے ظاہری اعلام اس کی عظمت
و شرافت پر دلیل ہیں جن سے ظاہر ہے کہ خلیل اللہؑ کی بنا یہی ہے اس میں مقام ابراہیمؑ بھی ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت
ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل سے پتھر لیتے تھے اور کعبہ کی دیواریں اونچی کرتے تھے * حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں آیات
بینات میں سے ایک مقام ابراہیمؑ ہے اس کے علاوہ اور بھی آیات ہیں * اس میں آنے والا امن میں آ جاتا ہے جاہلیت
کے زمانہ میں بھی مکہ مقام امن تھا باپ کے قاتل کو بھی یہاں پاتے تو نہ چھیڑتے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں بیت اللہ
پناہ چاہنے والوں کو پناہ دیتا ہے * اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا "کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنایا ہے"۔ اور جگہ
ہے "ہم نے انہیں خوف سے امن دیا"۔ نہ صرف انسان کو امن ہے بلکہ شکار کرنا، شکار کو بھگانا، اسے خوفزدہ کرنا، اسے

(ابن کثیر)

ناجائز ہے

اس کے شکار کو بھگانے یا گھونسلے سے ہٹانا اور اڑانا بھی منع ہے اس کے درخت کاٹنا یہاں کی گھاس اکھیڑنا بھی

(جلالین)

۹۷۔ لوگوں پر فرض ہے کہ اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کریں جس کے پاس سواری اور کھانے پینے کا خرچ ہو اس کو حج کرنا چاہیے اور جو اللہ کے حکم کو نہ مانے حج کا انکار کرے تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے اس کو آدمی جن اور فرشتوں کی عبادت کی حاجت نہیں

"مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا" سے مراد زاد راہ کی استطاعت اور فراہمی ہے۔ یعنی اتنا خرچ کہ سفر کے اخراجات پورے ہو جائیں۔ علاوہ ازیں استطاعت کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ راستہ پر امن ہو اور جان و مال محفوظ رہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ صحت و تندرستی کے لحاظ سے سفر کے قابل ہو۔ نیز عورت کے لئے محرم بھی ضروری ہے (فتح القدیر) (استطاعت سبیل کی تفصیل و تشریح فقہ کا موضوع ہے)

یہ آیت بہ صراحت استطاعت کے ساتھ وجوب حج کی دلیل ہے اور احادیث سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ یہ عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے ★ استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کو قرآن نے کفر سے تعبیر کیا ہے جس سے حج کی فرضیت اور اس کی تاکید میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا احادیث و آثار میں بھی ایسے شخص کے لئے سخت وعید آئی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

خلاصہ: روئے زمین پر اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی غرض سے لوگوں کے لئے بنایا گیا سب سے پہلا مکان کعبۂ معظمہ ہے جو برکت و ہدایت امن و سلامتی والے مقدس شہر مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دنیا میں سب سے پہلی مسجد جو تعمیر ہوئی وہ مسجد حرام ہے" (مسلم بروایت حضرت ابی ذرؓ) کعبہ شریف بیت المقدس سے پہلے تھا۔ بکہ در اصل مکہ کا دوسرا نام ہے۔ ایک قول کے موجب تمام شہر کو مکہ کہا جاتا ہے جب کہ مسجد حرام اور مطاف پر بکہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہاں کی برکتوں کا اندازہ اس حقیقت سے ہو سکتا ہے کہ یہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے۔ یہ تمام جہان والوں کے لئے راہنما ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی ان کے ساتھ اس کام میں ان کے فرزند جلیل حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے ★ اس میں کھلی روشن نشانیاں ہیں ان میں سے ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جسے مقام ابراہیم سے موسوم فرمایا گیا۔ ایک اور جگہ آیا ہے "اور ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز بناؤ" (۲/۱۲۵) مقام ابراہیم در حقیقت ایک مقدس پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے کعبۃ اللہ کی دیواروں کی تعمیر کی تھی۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کے دونوں پائے اقدس کے نشانات مرتسم ہیں جو آج بھی موجود اور محفوظ ہیں ★ حدود حرم میں آنے والا کعبہ کے سایہ عافیت و پناہ میں آ جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو حرمین شریفین میں کہیں وفات پائے قیامت کے دن امن میں اٹھے گا" ★ دنیوی امن کی صورت یہ ہے کہ "بیت اللہ پناہ چاہنے والوں کو پناہ دیتا ہے" ★ جس پر شرعی سزا آتی ہو وہ بھی یہاں پناہ لینے کی صورت میں سزا سے بچ جاتا ہے۔ جب وہ حرم سے نکل آئے تو حاکم بیرون حرم انہیں سزا دے گا ★ یہاں نہ صرف انسان بلکہ وحوش و طیور سبھی کے لئے امن و پناہ گاہ ہے شکار ممنوع اور درخت کاٹنا یا گھاس اکھیڑنا بھی روا نہیں ★ حج اسلام کے پانچ احکام میں پانچواں اور بنیادی فرائض میں چوتھا فریضہ ہے جو شرط استطاعت کے ساتھ تمام عمر میں ایک بار فرض ہے مستطیع پر عمر بھر میں ایک بار حج کی فرضیت کا انکار کفر ہے۔ حج کے لغوی معنی قصد و ارادہ اور زیارت کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں احرام، وقوف عرفات اور طواف زیارت کو حج سے موسوم کیا جاتا ہے مسلمانوں پر ۹ھ میں حج فرض ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا: "اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا لہذا حج کرو" (مسلم) فرمایا "جس شخص کو زاد راہ اور سواری کی مقدرت ہو جو اس کو خانہ کعبہ تک پہنچا سکے اور پھر ایسا شخص حج نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں کہ ایسا شخص یہودی یا نصرانی ہو کر مرے" (ترمذی) بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک سے بے نیاز ہے

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾
قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ
اَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ
تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾
وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ
بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

(اے محبوب!) آپ کہہ دیجئے (کہ) اے اہل کتاب! کس لئے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کر رہے ہو اور اللہ گواہ ہے جو کچھ بھی تم کر رہے ہو۔ آپ کہئے کہ اے اہل کتاب! جو ایمان لا چکا اسے تم کیوں اللہ کی راہ سے ہٹا رہے ہو اسی (راہ) میں کجی نکال نکال کر درآں حالیکہ تم (خود) گواہ ہو اور اللہ تمہارے اعمال (کرتوتوں) سے بے خبر نہیں۔ اے ایمان والو! اگر تم کہا مانو گے اک گروہ کا اہل کتاب سے (تو نتیجہ یہ ہوگا کہ) لوٹا کر چھوڑیں گے تمہیں تمہارے ایمان قبول کرنے کے بعد کافروں میں۔ (اگرچہ ظاہر ہے کہ) تم کیسے کفر کر سکتے ہو؟ باوجودیکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) موجود ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوط تھام لے تو بلاشبہ اسے راہ راست دکھا دی گئی (۳/۹۸تا۱۰۱)

۹۸-۹۹ - اہل کتاب کے کافروں کو اللہ تعالیٰ دھمکاتا (تنبیہ فرماتا) ہے جو حق سے عناد کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کرتے تھے اور لوگوں کو بھی زور سے اسلام سے روکتے تھے - باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقانیت کا انہیں یقینی علم تھا اگلے انبیاء اور رسولوں کی پیشین گوئیاں اور ان کی بشارتیں ان کے پاس موجود تھیں نبی امی ہاشمی عربی مکی مدنی سید اولاد آدم خاتم الانبیاء و رسول رب ارض وسما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ان کی کتابوں میں موجود تھا - پھر بھی اپنی بے ایمانی پر اڑے ہوئے تھے اس لئے ان سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں خوب دیکھ رہا ہوں تم کس طرح خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستاتے ہو اور کس طرح میرے مخلص بندوں کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہو میں تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہوں تمام برائیوں کا بدلہ دوں گا (تفسیر ابن کثیر)

۹۹ - کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب ایمان والوں کو اللہ کے دین سے کیوں روکتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلاتے ہو اور ان کی صفت جو تمہاری کتاب میں ہے چھپاتے ہو اور حق کے خلاف رستہ چاہتے ہو - اللہ اس سے غافل نہیں ہے صرف تم کو مہلت دے رکھی ہے مقررہ وقت تک اس کے بعد اپنے کئے کو بھگتو گے. (جلالین)

100) اوس اور خزرج مدینہ منورہ کے قدیم قبیلے تھے ان کے درمیان زمانہ قدیم سے رقابت چلی آرہی تھی اور آپس میں شدید عداوت تھی اور مدتوں ان کے درمیان جنگ جاری رہی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ان قبیلوں کے لوگ اسلام لاکر باہم شیر و شکر ہوئے ایک روز ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے وہ انس و محبت کی باتیں کر رہے تھے۔ شاس بن قیس یہودی جو اسلام کا بڑا دشمن تھا اس طرف سے گزرا اور ان کے باہمی روابط دیکھ کر جل گیا اور کہنے لگا کہ جب یہ لوگ آپس میں مل گئے تو ہمارا کیا ٹھکانا ہے ایک جوان کو مقرر کیا کہ ان کی مجلس میں بیٹھ کر ان کی پچھلی لڑائیوں کا ذکر چھیڑے اور اس زمانے میں ہر ایک قبیلہ جو اپنی مدح اور دوسروں کی حقارت کے اشعار لکھتا تھا پڑھے چنانچہ اس یہودی نے ایسا ہی کیا اور اس کی شر انگیزی سے دونوں قبیلوں کے لوگ طیش میں آگئے اور ہتھیار اٹھالئے قریب تھا کہ خونریزی ہو جائے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خبر پاکر مہاجرین کے ساتھ تشریف لائے اور فرمایا کہ "اے جماعت اہل اسلام! یہ کیا جاہلیت کے حرکات ہیں میں تمہارے درمیان ہوں اللہ تعالی نے تم کو اسلام کی عزت دی جاہلیت کی بلا سے نجات دی تمہارے درمیان الفت و محبت ڈالی تم پھر زمانہ کفر کی حالت کی طرف لوٹتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد نے ان کے دلوں پر اثر کیا اور انھوں نے سمجھا کہ یہ شیطان کا فریب اور دشمن کا مکر تھا۔ انھوں نے ہاتھوں سے ہتھیار پھینک دیئے اور روتے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فرماں بردارانہ چلے آئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی (روح المعانی، کنز الایمان)

101) تم ایمان چھوڑ کر کفر کیسے اختیار کرسکتے ہو یا لڑائی جھگڑائی ۔ آپس کے خون خرابے کفار کے کام کیسے کر لیتے ہو۔ تمہیں تو رب تعالی نے تین نعمتیں عطاء فرمائی ہیں جو تمہیں ان برائیوں سے بچانے والی ہیں ایک یہ کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی آیتیں سناتے اور سکھاتے ہیں دوسرے یہ کہ خود وہ ذات کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں تشریف فرما ہے تمہارا ہر شبہ دور فرماتے ہیں اور تم ان سے ہر مسئلہ دریافت کرسکتے ہو تیسرے یہ کہ تم نے اللہ کے دین اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے اور جو اس دامن کو تھامے وہ ہمیشہ راہ راست پر رہتا ہے (اشرف التفاسیر)

خلاصہ: آیات اللہ سے مراد خاص طور پر نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شواہد و دلائل ہیں اور کفر سے مراد نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار ہے (کبیر) ۔ "تصدون" بمعنی پھیرنا اور روکنا (کبیر) ۔ "سبیل اللہ" (اللہ کی راہ) سے یہاں اسلامی عقائد مراد ہیں۔ یعنی اہل کتاب! تم

ان لوگوں کو اللہ کی راہ سے کیوں پھیرتے ہو جو مسلمان ہو چکے ہیں یا مائل بہ اسلام ہیں۔ تم ٹیڑھے راستے کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہو اور لطف یہ ہے کہ تم ہی اس پر گواہ بھی ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں اسلام برحق ہے اس کے باوجود تمہارا خود گمراہ رہنا بھی بڑا جرم ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنا بھی سخت قصور۔ اللہ تعالی تمہاری حرکتوں سے خوب واقف ہے بے خبر نہیں ہے * یہود خفیہ فتنہ انگیزیوں میں مصروف مفسدہ پردازیاں کرتے رہتے تاکہ مسلمان آپس میں الجھ پڑیں جب ان سے کچھ نہ ہو سکا تو یہی چاہا کہ کسی طرح وہ باہم جنگ وقتال میں مبتلا ہو جائیں * اسلام دین حق ہے اس دین حق سے منہ موڑنے اور کفر کرنے کی کہاں گنجائش ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی آیات شریفہ سناتے ہیں اور خود ذات اطہر والنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے درمیان موجود ہے۔ تمھیں جو کچھ پوچھنا ہوتا ہے تم پوچھ سکتے ہو۔ جو اللہ کو دین اور دامن مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھامے اسی کو ہدایت ملے گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ اور مسلمان ہی رہ کر مرنا* اور سب مل کر اللہ (کے دین) کی رسی کو (مضبوطی سے) پکڑے رہو اور الگ الگ نہ ہو جاؤ۔ اللہ کا احسان یاد کرو جو تم پر ہے (وہ یہ کہ) جب تم میں باہم دشمنی تھی تو اس نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی۔ اب تم اس کے فضل (انعام) سے بھائی بھائی ہو گئے۔ حالانکہ تم جہنم کے (گڑھے کے) کنارے پر پہنچ چکے تھے پھر اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ تم سے اپنی آیتیں اس طرح سے بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ* اور تم میں ایک ایسی جماعت بھی ہونی چاہیئے کہ جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلایا کرے اور نیک باتیں بتایا کرے اور بری باتوں سے منع کیا کرے اور یہی فلاح پانے والے ہیں

(آل عمران ۱۰۲ تا ۱۰۴)

۱۰۲۔ اللہ سے پورا پورا ڈرنا یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے اس کا ذکر کیا جائے اور اس کی یاد نہ بھلائی جائے اس کا شکر کیا جائے کفر نہ کیا جائے* حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہو اس کے کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال نہ کرو۔ عدل پر جمے رہو یہاں تک کہ خود اپنے نفس پر عدل کے احکام جاری کرو اپنے ماں باپ اپنی اولاد کے بارے میں بھی عدل و انصاف برتا کرو* پھر فرمایا کہ اسلام ہی پر مرنا یعنی تمام زندگی اسی پر قائم رہنا تاکہ موت بھی اسی پر آئے۔ اس رب کریم کی عادت یہی ہے کہ انسان اپنی زندگی جیسی رکھے ویسی ہی اسے موت آتی ہے اور جس پر موت آئے اسی پر قیامت کے دن اٹھایا جاتا ہے* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جہنم سے الگ ہونا اور جنت میں جانا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے اور لوگوں سے وہ برتاؤ کرے جو وہ خود اپنے لئے چاہتا ہے (مسند احمد) فرمایا: دیکھو موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھنا (مسلم)

۱۰۳۔ اور اللہ کے دین کو سب اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑو اور اسلام لانے کے بعد متفرق نہ ہو اور اختلاف نہ کرو اور اے جماعت اوس و خزرج (مدینہ منورہ کے قدیم قبیلے) اللہ کے انعام کو جو تم پر ہوا یاد کرو کہ تم اسلام سے پہلے باہم کیسے دشمن اور ایک دوسرے کے خلاف ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے تمہارے دل ملا دیے پس اس کے انعام سے تم دینی بھائی ہو گئے اور ایک دوسرے کا دوست ہو گیا اور تم اس سے پہلے دوزخ کے گڑھے کے کنارے

ہو چکے کہ دوزخ میں گرنے کی آنی ہی کسر باقی رہ گئی تھی کہ کفر پر مر جاتے پر اللہ نے تم کو بدولت ایمان کے آگ سے نکال بچایا
یہ بیان کیا اسی طرح اللہ تم پر اپنے احکام ظاہر فرماتا ہے تاکہ تم راہ پر رہو (تفسیر جلالین)

۱۰۴۔ تمام امت (مسلمہ) کو اگرچہ فرض کفایہ حکم عام دیتا ہے کہ تم میں سے ایک گروہ ایسا بھی رہنا چاہئے کہ جو لوگوں کو نیک باتوں کی تعلیم کیا کریں بری باتوں سے منع کیا کریں اچھی باتوں کا حکم دیا کریں یہ خاص لوگوں کا گروہ ہے جو نبی علیہ السلام کے نائب ہیں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے تثلیث کا منتر الٹا کر دور دراز تک دین (نصرانیت) پھیلا دیا تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے بھی بڑھ کر کر دکھایا جس کی تواریخ شہادت دے رہی ہیں اس آیت میں حکم ہے کہ تم میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا قائم رہے جو لوگوں کو دین (دین حق یعنی اسلام) کی رہنمائی کیا کرے بری باتوں سے منع کرے اس لئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اسلام کا شیوہ ہے" (تفسیر حقانی)

ـــ اس آیت سے امر معروف و نہی منکر کی فرضیت اور اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا گیا * حضرت امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نیکیوں کا حکم کرنا اور بدیوں سے روکنا بہترین جہاد ہے (تفسیر بدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

خلاصہ: آیت شریفہ میں اہل ایمان سے خطاب ہے کہ "اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈرنا جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے" اس کا مطلب بہت صاف اور واضح ہے شرک و کفر سے بچنا اور ان چیزوں سے بچنا جو قرآن و حدیث میں پسندیدہ نہیں ہیں اور جن سے منع کیا گیا ہے یہ تمام زندگی کی باتیں ہی یہی ہیں کہ اگر شرک و کفر اور ممنوعات سے نہ بچا جائے تو عذاب الٰہی سے بچنا ممکن نہیں ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت ہر کام میں کی جائے کوئی کام طاعت کے خلاف نہ ہو اور ہمیشہ اس کو یاد رکھیں کبھی بھولیں نہیں اور اس کا شکر ہمیشہ ادا کریں کبھی ناشکری نہ کریں * اکثر مفسرین سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے راتوں کو سونا چھوڑ دیا نماز کے لمبے قیام سے ان کے پاؤں سوج گئے اور زیادہ عبادت کے سبب پیشانیاں زخمی ہو گئیں تب رب تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ یعنی جتنا تم سے ہو سکے تقویٰ اختیار کرو * اور قبلہ اپنی حیثیت کے لائق تقویٰ مراد ہے * جیسی زندگی گزرتی ہے ویسی ہی موت آتی ہے۔ اسلام پر زندگی گزارنے والا اسلام پر ہی ختم ہوتا ہے قیامت میں اسلام پر ہی اٹھایا جائے گا۔ زندگی اگر اطاعت حق میں بسر ہوئی تو موت بھی ایسی ہوگی کہ مرتے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا رہے گا۔ موت کب آئے گی کسی کو معلوم نہیں لہٰذا اطاعت الٰہی کے معاملہ میں مستعد رہے کہ خاتمہ بالخیر ہو * حبل اللہ سے مراد عہد، قرآن مجید، شریعت مطہرہ، دین حق اسلام، اطاعت حق، اخلاص توبہ، جماعت، اخلاص توحید، رسی، سلسلہ وغیرہ تفسیر متعلق و متقارب ہیں *
اللہ تعالیٰ نے انعام و احسان فرمایا کہ متصادم و متحارب قبائل عرب، مہاجرین و انصار اور اوس و خزرج کو متحد و متفق فرما دیا اور اسلام کے رشتے سے بھائی بھائی بنا دیا۔ اپنے عقائد و اعمال کے باعث دوزخ کے گڑھوں تک پہنچ جانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بدولت بچالیا اور آگ سے نجات عطا کی * مسلمانوں میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت ہونا چاہئے جو نیکی کا حکم دے برائی سے روکے یعنی داعی الی الخیر اور یہ لوگ ہی تو پورے کامیاب ہیں۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ
وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝
وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝
تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ۝
وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ اور تم ان جیسے

نہ ہو جانا جو متفرق اور مختلف ہو گئے بعد اس کے کہ ان کے پاس روشن آیتیں آچکی تھیں اور انہیں کو عذاب عظیم ہوگا* جس دن کچھ منہ تو سفید ہوں گے اور کچھ منہ سیاہ ہو جائیں گے سو جن کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جاوے گا) کیا تم (ہی) ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے (تو اب) کفر کرنے کے بدلے میں عذاب کا مزا چکھو* اور جن کے منہ سفید ہوں گے سو وہ رحمت الٰہی میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہا کریں گے* یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو ٹھیک ٹھیک اور نہیں ارادہ رکھتا اللہ ظلم کا جہانوں (دنیا والوں) پر* اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے سارے کام۔ (۳/۱۰۵ تا ۱۰۹)

۱۰۵۔ تم اگلے لوگوں کی طرح افتراق و اختلاف نہ کرنا۔ تم نیک باتوں کا حکم اور خلاف شرع باتوں سے روکنے کا فریضہ ترک نہ کرنا۔ (تفسیر ابن کثیر)

مراد یہودی و عیسائی ہیں کہ یہود کے اکہتر فرقے ہو گئے تھے جن میں سے اُس وقت ایک جنتی تھا اور باقی ستر دوزخی اور عیسائی بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے جن میں سے ایک جنتی تھا باقی اکہتر دوزخی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میری امت کے تہتر ۷۳ فرقے ہوں گے جن میں سے ایک جنتی باقی دوزخی جیسا کہ ابن ماجہ نے عوف بن مالک سے اور احمد نے حضرات معاویہ و انس سے روایت کیا۔ (روح المعانی و کبیر وغیرہ) بَیِّنٰتُ سے مراد توریت و انجیل یا قرآن حکیم کی واضح آیات ہیں* اُولٰٓئِکَ سے افتراق و اختلاف پیدا کرنے والوں کی طرف اشارہ ہے* انہیں ایسا بڑا عذاب ہوگا جو تمہارے خیال و گمان و وہم سے وراء ہے ([illegible])

۱۰۶۔ اس دن جس وقت بہت چہرے سفید ہوں گے اور بہت منہ سیاہ ہوں گے پھر وہ لوگ جن کے منہ سیاہ ہوں گے یعنی کافر وہ آگ میں ڈالے جاویں گے۔ اور ان کو از راہ سرزنش یہ کہا جاوے گا کیا تم کافر ہوئے بعد اس کے کہ تم نے عالم ارواح میں اقرار کیا تھا ایمان لانے کا سو چکھو عذاب اپنے کفر کے سبب (جلالین)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے اہل سنت والجماعت اور اہل بدعت و افتراق مراد لئے ہیں (ابن کثیر و فتح القدیر) حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار کے چہرے سفید ہوں گے اور بنی قریظہ

[illegible]

اور جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے ۔ ۱۰۶ ✱ مومنین مخلصین کے چہرے سفید ہوں گے ✱ سیاہ چہرے اہل کتاب کے ان لوگوں کے ہوں گے جو حضور علیہ السلام کی بعثت سے قبل آپ کی تصدیق کرتے تھے لیکن جب آپ مبعوث ہو گئے تو بجائے آپ کی تائید و نصرت کرنے کے

۱۰۷ ۔ وہی سفید چہرے والے مومن مراد ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ✱ مومن کے چہرے کی سفیدی ایمان کے باعث بھی ہوگی اور نیک اعمال کے باعث بھی جیسے وضو کی وجہ سے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ✱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رحمت سے مراد اس جگہ جنت ہے ۔ یہاں ان الفاظ پر جنت کو رحمت سے تعبیر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ آدمی خواہ کتنی ہی عبادت اور زہد کیوں نہ کرے وہ جنت میں محض اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی جائے گا کیونکہ عبادت کرنا بھی انسان کا ذاتی کمال نہیں ہے بلکہ اسی کی طاقت سے اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ ہے اس لئے عبادت کرنے سے دخول جنت ضروری نہیں ہو جاتا بلکہ جنت کا داخلہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے ہوگا ۔ (تفسیر کبیر)

۱۰۸ ۔ قیامت کے دن بعض پر انعام و اکرام کی بارش اور بعض پر غضب و ناراضگی کا فیصلہ بلاوجہ نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اس سے بلند و بالا ہے کہ وہ کسی پر زیادتی کرے یا کسی کے اعمال کو ضائع کر دے وہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا ہاں لوگ خود اپنی وجہ کر کے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور اپنے اعمال بد سے اپنے نامۂ عمل

۱۰۹ ۔ زمین اور آسمانوں کی کل چیزیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہیں اور اسی کی غلام ہیں ۔ اور ہر کام کا آخری حکم اسی کی طرف ہے متصرف اور بااختیار حاکم دنیا و آخرت کا وہی ہے ۔ (ابن کثیر)

خلاصہ : اور تم ایسے نہ ہو جاؤ جیسے یہود و نصاریٰ ہو گئے تھے ۔ انہوں نے دین میں اختلاف کیا اور تفرقہ ڈالا اور وہی ہیں جن کے لئے عذاب عظیم ہے ✱ روشن دلیلوں کے آ جانے کے باوجود اختلاف و افتراق پیدا کرنا بتاتا ہے کہ یہود و نصاریٰ درحقیقت حق کیا ہے جانتے تھے اور دلیلوں سے بھی واقف تھے اس کے باوجود محض اپنے نفس کی اغراض اور دنیوی مفاد کی خاطر انہوں نے پھوٹ اور فرقہ بندی کی راہ اختیار کی ✱ قرآن مجید نے ان حقائق کی نشاندہی فرما کے ہمیں افتراق و اختلاف سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے ✱ قیامت کے روز کچھ لوگوں کے چہرے منور و تابناک ہوں گے اور کچھ کے چہرے سیاہ ہوں گے جن کے چہرے روشن اور سفید ہوں گے وہ اللہ کے فضل و کرم سے رحمت اللہ کی رحمت یعنی جنت میں ہوں گے ✱ جس کا خصوصی اعلان فرمایا جو کافر ہوں گے ان سے ملائکہ دریافت کریں گے کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے نور بصیرت عطا فرمایا تھا پھر مطلوب حقیقی کو چھوڑ کر تم لوگوں نے کیوں کفر کی راہ اپنائی اور اپنے اغراض نفسانی کو کیوں مطلوب بنایا لو اب اس کا مزہ چکھو ✱ قرآن مجید کی ساری آیتیں اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں ✱ کفار کی یہ سخت سزائیں ان کی اپنی حرکتوں کے سبب ہیں ✱ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے وہ کسی پر ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں فرماتا ✱ جنت کی نعمتیں اور دوزخ کے مصائب دراصل ہمارے اعمال کی ہی بدلی ہوئی صورتیں ہیں ✱ عذاب و ثواب جو کچھ ہے عین انصاف اور مقتضائے حکمت و رحمت ہے ✱ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے ۔

[illegible]

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا
لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ
وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ
اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ
وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ
يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

(اے مسلمانو) تم بہترین امت ہو جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو یہ بہتر ہوتا ان کے لئے بعض ان میں سے مومن ہیں اور زیادہ ان میں سے نافرمان ہیں* (کچھ) نہ بگاڑ سکیں گے تمہارا سوائے ستانے کے اور اگر لڑیں گے تمہارے ساتھ تو پھیر دیں گے تمہاری طرف اپنی پیٹھیں (اور بھاگ جائیں گے) پھر ان کی امداد نہ کی جائے گی * مسلط کر دی گئی ہے ان پر ذلت (و رسوائی) جہاں کہیں پائے گئے بجز اس کے کہ اللہ کے عہد سے یا لوگوں کے عہد سے (کہیں پناہ مل جائے) اور مستحق ہو گئے ہیں غضب الٰہی کے اور مسلط کر دی گئی ہے ان پر محتاجی یہ اس لئے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے اللہ کی آیتوں سے اور قتل کیا کرتے تھے انبیاء کو ناحق یہ (بیباکی) اس لئے تھی کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور سرکشی کیا کرتے تھے۔ (۳/ ۱۱۰ تا ۱۱۲)

۱۱۰۔ امت محمدیہ تمام امتوں سے بہتر ہے * یہ آیت ساری امت کو شامل ہے * اس امت کی افضلیت کی ایک بڑی دلیل اس امت کے نبی کی افضلیت ہے * رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا کہ حضور کون شخص بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: "سب لوگوں سے بہتر وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ قاری قرآن ہو، سب سے زیادہ پرہیزگار ہو، سب سے زیادہ اچھائیوں کا حکم کرنے والا، سب سے زیادہ برائیوں سے روکنے والا، سب سے زیادہ رشتے ناطے ملانے والا ہو" (مسند احمد) * امت کو یہی چاہئے کہ یہاں اس آیت میں جتنی صفتیں ہیں ان پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں یعنی امر بالمعروف نہی عن المنکر اور ایمان باللہ * حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا۔ اگر تم اس آیت کی تعریف میں داخل ہونا چاہتے ہو تو یہ اوصاف تم اپنے اندر پیدا کرو * امام ابن جریرؒ نے کہا کہ اہل کتاب ان کاموں کو چھوڑ بیٹھے تھے جن کی مذمت کلام اللہ نے کی * وہ لوگ برائی کی باتوں سے لوگوں کو روکتے نہ تھے * اسی لئے فرمایا۔ اگر یہ لوگ میرے نبی آخرالزماں پر ایمان لاتے تو انہیں بھی یہ فضیلت ملتی لیکن ان میں کے اکثر کفر و فسق و طغیان

پر سچے ہوتے ہیں ۔ ہاں کچھ لوگ با ایمان بھی ہیں ۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۱۱۱ ۔ اے مسلمانو! تم کو یہود کچھ مضرت نہیں پہنچا سکتے سوا اس کے کہ زبان سے (فحش کلامی کریں) یا دھمکاویں اور اگر لڑائی کی نوبت آوے تو پیٹھ پھیر کر تمہارے مقابلہ میں نہ ٹھہریں پیٹھ دیکر بھاگیں پھر تم کو ہی فتح ہو وہ کہیں

جب یہود مدینہ کے جید عالم حضرت عبد اللہ بن سلام مع اپنے ساتھیوں کے ایمان لے آئے اور صحابیت سے مشرف ہوئے تو ابو رافع اور ابیاسر کعب بن اشرف وغیرہ اور اس جیسے دیگر سرداران یہود نے ان نو مسلموں کو طعنہ اور ملامتیں شروع کر دیں اور ان کے خلاف سازشیں کرنے لگے جس سے ان نو مسلموں کو کچھ فکر لاحق ہوئی ان نو مسلموں کی تسلی کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔ (تفسیر خازن و روح المعانی)

۱۱۲ ۔ یہود تو ایسے ذلیل و خوار ہوئے کہ دنیا میں ان کو بغیر پناہ الٰہی یعنی ذمی بننے کے اور بغیر امن لوگوں کے چارہ نہ ہوتا ہے ۔ ان کی سرکشی اور نافرمانی اور کفر اور انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنے کا نتیجہ ہے اس پیشین گوئی کے مطابق ظہور میں آیا چنانچہ قرون سابقہ میں ہر قوم پر اسلام نے غلبہ پایا * ف حبل اللہ تعالیٰ کی رسی سے مراد اسی کی طرف کا امن ہے جو ماتحت اسلام کو حاصل ہے اور لوگوں کی امداد عہد و پیمان جو لوگ اپنے ماتحتوں سے کرتے ہیں ۔ (تفسیر حقانی)

خلاصہ : خیر امۃ : خطاب امت محمدیہ ملت اسلامیہ سے ہے ۔ اے مسلمانو! تمہیں اپنی اعلیٰ دینی و اخلاقی حیثیت کا اندازہ ہونا چاہیئے کہ تم امانت توحید کے حامل ہو، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار ہو، اور امتی ہونے کا شرف رکھتے ہو ۔ شریعت مطہرہ کے نفاذ و اجراء کے ذمہ دار، عدل و انصاف کے قیام، نیکی و بھلائی کی طرف بلانا اور برائیوں سے روکنا تمہارا منصب اعلیٰ ہے ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اس امت میں داخل ہونے کی تمنا رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی یہی شرطیں پوری کرے (ابن جریر) * کمال ایمان کے درجات مختلف ہیں امت محمدیہ کا درجہ سابقہ امتوں کے مقابلہ میں بلند تر اور خاص امتیاز رکھتا ہے * مسلمان دنیا میں کمال اور درجہ سعادت حاصل کر چکے برخلاف اہل کتاب کے کہ ان کو یہ سعادت نصیب نہیں اگرچہ کسی قدر ان میں ایماندار ہیں مگر اکثر تو فاسق ہیں * اہل کتاب بیشک تم کو کوئی ضرر نہ دے سکیں گے مگر کچھ زبانی طعن و تشنیع سے دل شکنی کریں تو کریں اور جو تم سے لڑیں گے پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے * جاہ و منصب کے باوجود اپنے کو حقیر اور ذلیل ہوتے ہوئے خود کو حقیر سمجھنے کی حالت مسکنت اور گویا ہر کسی کی دولت چھین لے اور ذلیل و رسوا کر دے تو اس کو ذلت کہتے ہیں * ویسے تو ان (یہود) کے مقدر کی پیشانی پر ذلت و مسکنت کی مہر لگا دی گئی ہے ۔ ہاں دو صورتوں میں البتہ امن و سکون میسر ہو سکتا ہے ۔ ایک یہ کہ اللہ کے عہد میں داخل ہو جائیں اس کی ایک تفسیر یہ کی گئی کہ اسلام قبول کریں اور دوسری تفسیر یہ کہ مملکت اسلامیہ کے پر امن شہری بن جائیں پھر ان کی پوری حفاظت کی جائے گی اور تمام رعایتیں ملیں گی حبل من الناس سے یہ مراد لی گئی ہے کہ کوئی دوسری طاقت ان کی پشت پناہی کرے اہل نظر سے مخفی نہیں کہ ممالک اسلامیہ کے بیچ اسرائیلی حکومت کا قیام یہود کا اپنا کارنامہ نہیں ۳۲

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ
وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝
وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ
شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

سب یکساں نہیں البتہ اہل کتاب میں ایک جماعت قائم ہے یہ لوگ اللہ کی آیتوں کو اوقات شب میں پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں * یہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں اور اچھی باتوں کی طرف دوڑتے ہیں یہی لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں * اور جو بھی نیک کام یہ کریں گے اس سے ہرگز محروم نہ کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے * بے شک جن لوگوں نے کفر (اختیار) کیا ہرگز ان کے ذرا بھی کام اللہ کے مقابلے میں نہ ان کے مال آئیں گے اور نہ ان کی اولاد۔ یہی لوگ تو دوزخ والے ہیں اس میں (ہمیشہ) پڑے رہیں گے۔ (۳/۱۱۳ تا ۱۱۶)

۱۱۳۔ حضرت ابن مسعود اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اہل کتاب اور اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم برابر نہیں۔ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں ایک مرتبہ دیر لگا دی پھر جب تشریف لائے تو اصحاب منتظر تھے آپ نے ان سے فرمایا کسی دین والا اس وقت ذکر اللہ نہیں کر رہا ہوگا صرف تم ہی ذکر اللہ میں ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اکثر مفسرین کا قول ہے کہ اہل کتاب کے علماء مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام حضرت اسد بن عبید حضرت ثعلبہ بن سعنہ وغیرہ کے بارے میں یہ آیت اتری کہ یہ لوگ ان اہل کتاب میں شامل نہیں جن کی مذمت پہلے گزری۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر) سب اہل کتاب برابر نہیں ان میں ایسی جماعت بھی ہے جو حق پر قائم ہے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی کہ وہ رات کے وقت اور نماز میں آیات الٰہی کو پڑھتے رہتے ہیں۔

۱۱۴۔ اور اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور بھلائی کا حکم اور برائی سے منع کرتے ہیں اور اچھے کاموں میں جلدی کرتے ہیں جن کا یہ وصف ہے وہی ہیں نیکوکار۔ (جلالین)

۱۱۵۔ (اور چونکہ یہ پرہیزگار ہیں اس لئے البتہ بھی خوب جانتا ہے) یہ خیال نہ گزرے کہ کوئی متقی اللہ تعالیٰ کے علم میں آ جانے سے رہ جائے گا غیر قوموں کے عقائد کی تردید کے لئے اس جزو کا اضافہ ضروری تھا فلن تیکفروہ یعنی کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ جب ماضی خراب رہ چکا ہے تو اب نجات و مغفرت کی امید ہی کیا اور اب ایمان و حسن عمل سے حاصل کیا غیر مذہب والوں نے ایسے ہی عقائد گڑھ رکھے تھے اس لئے تنبیہ ضروری تھی۔ یکفروہ میں ضمیر عمل خیر کے اجر و ثواب کی جانب ہے کفر سے مراد حرمان و محرومی ہے (کبیر، کشاف بحوالہ ماجدی)

۱۱۶ - یہ آیت بنی قریظہ و نضیر کے حق میں نازل ہوئی یہود کے رؤسا نے تحصیل ریاست و مال کی غرض سے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ ان کے مال و اولاد
کچھ کام نہ آئیں گے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں ناحق اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں ایک
قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین قریش کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ ابوجہل کو اپنی دولت و مال پر بڑا
فخر تھا اور ابوسفیان نے بدر و احد میں مشرکین پر بہت کثیر مال خرچ کیا تھا ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت
تمام کفار کے حق میں عام ہے ان سب کو بتایا گیا کہ مال و اولاد میں سے کوئی بھی کام آنے والا اور عذاب
الٰہی سے بچانے والا نہیں۔ (تفسیر صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

خلاصہ: اس سے قبل آیت میں اہل کتاب کی نسبت یہ کہا تھا منہم المؤمنون واکثرہم الفاسقون یہاں اس ارشاد
کی زیادہ تر تشریح فرمائی گئی ہے تاکہ اہل کتاب کو بھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف رغبت ہو کہ سب اہل کتاب
بھی برابر نہیں ان میں بھی ایک ایسا گروہ ہے کہ جو سیدھے رستہ پر ہے وہ رات بھر آیات الٰہی پڑھتے ہیں
اور سجدہ کرتے ہیں ایمان کا اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے اور وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور
بری باتوں سے منع بھی کرتے ہیں (جیسا کہ یہودیوں میں سے حضرت عبد اللہ بن سلامؓ وغیرہ اور عیسائیوں میں سے
حبش کا بادشاہ نجاشی اور اس کے ارکان دولت اور کلیسا عرب کے عیسائی) اور وہ نیک باتوں میں
جلدی دوڑ پڑتے ہیں اسلام کے اختیار کرنے میں ان کو رسم اور حب مال و جاہ مانع نہیں آئی۔ (چنانچہ ان لوگوں
نے جب اسلام کے انوار کی تجلی دیکھی اسی وقت بصدق دل اس کو قبول کر لیا) سو یہی نیک اور دیندار ہیں
آئندہ وہ جو کچھ نیک کام کریں گے یا جو کچھ کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ناقدری نہیں کرے گا بلکہ ضرور جزائے
خیر عطا فرمائے گا * اہل کتاب میں سب کا یہ حال نہیں ان میں سے بعض بڑی قوتوں کے مالک تھے لیکن ان کی تعداد
بہت قلیل تھی اور نافرمان کثیر تعداد میں تھے * جیسے اللہ تعالیٰ کی رحمت مومنوں اور متقیوں کو گھیرے ہوئے ہے جس
کے دائرے سے کوئی خارج نہیں ایسے ہی عذاب الٰہی بھی کفار کو گھیرے ہوئے ہے جس نے کسی قسم کا کفر کیا ہو
نہ اس کا مال عذاب الٰہی کو دفع کر سکے گا نہ اولاد نہ جتھا نہ کنبہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہو چکا کہ وہ
دوزخ والے ہیں کہ دوزخ انہی کے لئے بنائی گئی اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کبھی وہاں سے رہائی نہ پائیں گے *
کافروں کی جہالتوں اور خام خیالیوں کا بطلان اس روز ان پر پوری طرح واضح ہو گیا ہوگا * اس سے یہ
دلیل ملتی ہے کہ خلود نار کی سزا صرف کافروں منکروں کے لئے ہے گنہگار مومنین کے لئے نہیں * یہ
نہیں ہوگا کہ مال کو بطور کفارہ یا توبہ پیش کر کے نجات حاصل کر لی جائے یا اولاد عذاب سے چھڑا لے
گی۔ مال و اولاد کے ذریعہ گناہوں سے چھٹکارا اور نجات کا حاصل ہونا یہ گمراہ عقیدہ جاہلی
مذہبوں میں بہت عام تھا اسی وجہ سے قرآن مجید نے اس کی صراحت کے ساتھ تردید فرما دی۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ
حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ
دُوْنِكُمْ (لَا يَاْلُوْنَكُمْ) خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا
تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ
اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا
اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ
تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ یہ کفار جو خرچ اخراجات کرتے ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ ایک تند ہوا چلی

جس میں پالا تھا جو ظالموں کی کھیتی پر پڑا اور اسے تہس نہس کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں
پر ظلم کرتے تھے ★ اے ایمان والو! تم اپنا ولی دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ (تم تو) نہیں
دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی کی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو ان کی عداوت
تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے، ہم نے تمہارے
لئے آیتیں بیان کر دیں ★ اگر تم عقلمند ہو (تو غور کرو) ہاں تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں
رکھتے تم پوری کتاب کو مانتے ہو (وہ نہیں مانتے پھر محبت کیسی؟) یہ تمہارے سامنے تو اپنے ایمان کا اقرار کرتے
ہیں لیکن تنہائی میں مارے غصہ کے انگلیاں چباتے ہیں کہہ دو کہ اپنے غصہ ہی میں مر جاؤ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز
کو خوب جانتا ہے ★ تمہیں اگر بھلائی ملے تو یہ ناخوش ہوتے ہیں ہاں اگر برائی پہنچے تو خوش ہوتے ہیں تم اگر
صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے (۳/ ۱۱۸-۱۲۰)

۱۱۷- صِرٌّ کے معنی سخت سردی کے ہیں جو کھیتوں کو جلا دیتی ہے غرض جس طرح کسی تیار کھیتی پر پالا پڑے اور وہ جل کر
خاکستر ہو جائے نفع چھوڑ اصل بھی غارت ہو جائے اور امیدوں پر پانی پھر جائے اسی طرح یہ کفار ہیں جو کچھ
یہ خرچ کرتے ہیں اس کا نیک بدلہ تو کہاں اور عذاب ہوگا یہ کچھ اللہ کی طرف سے ظلم نہیں بلکہ یہ ان کی بداعمالیوں کی سزا ہے (ابن کثیر)
کفار دنیا میں جو کچھ صدقہ وغیرہ دیتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں مال خرچ کرتے ہیں اس کا حال
ایسا ہے جب کسی گروہ نافرمان و کافر کی کھیتی کو آندھی اور اولے خراب کر دیں تو جیسے وہ گروہ اپنی کھیتی سے
کچھ نفع نہیں اٹھا سکتے ایسے ہی ان کافروں کے صدقات وغیرہ نکمے ہیں کچھ نفع نہ دیں گے اور اللہ تعالیٰ نے از راہ ظلم

ان کے صدقات کو باطل نہیں فرمایا بلکہ انھوں نے ہی کفر اختیار کر کے اپنے صدقات کو ضائع کیا۔ (جلالین)

۱۱۸ - بطانۃ دلی دوست اور رازدار کو کہا جاتا ہے۔ کفار و مشرکین اہل ایمان کے بارے میں جو جذبات و عزائم رکھتے ہیں ان میں سے جن کا وہ اظہار کرتے ہیں اور جنھیں اپنے سینوں میں مخفی رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سب کی نشاندہی فرما دی ہے اور اسی قسم کی دیگر آیات کے پیش نظر ہی علماء و فقہاء نے تحریر کیا ہے کہ اہم اسلامی معاملات میں غیر مسلموں کو کلیدی مناصب پر فائز کرنا جائز نہیں ہے۔ مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک ذمی کو کاتب (منشی) رکھ لیا۔ حضرت عمرؓ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے انھیں سختی سے ڈانٹا اور فرمایا کہ "تم انھیں اپنے قریب نہ کرو جب کہ اللہ نے انھیں دور کر دیا ہے، ان کو عزت نہ بخشو جب کہ اللہ نے انھیں ذلیل کر دیا ہے اور انھیں امین و رازدار مت بناؤ جب کہ اللہ نے انھیں خائن قرار دیا ہے۔" حضرت عمرؓ نے اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ "اس زمانے میں اہل کتاب کو سیکرٹری اور امین بنانے کی وجہ سے احوال بدل گئے اور اسی وجہ سے غبی لوگ سردار اور امراء بن گئے۔" (تفسیر قرطبی)

۱۱۹ - ھا تنبیہ کے لیے ہے انتم مبتدا اور اولاء خبر ہے (کشاف) مسلمان تو وہ صاف دل قوم ہے جو اپنی دشمن قوموں کے لیے بھی اپنے دل میں محبت و رحمت کے جذبات موجزن پاتی ہے * اس آیت میں مسلمانوں کے ان پاکیزہ انسانی احساسات کا اعتراف کرتے ہوئے انھیں دشمنوں کی خطرناک چالوں سے محتاط اور چوکنا رہنے کی تنبیہ کی جا رہی ہے کہ ان کے متعلق تمھارے دل تو صاف ہیں اور تم ان کی مقدس کتابوں پر بھی سچے دل سے ایمان رکھتے ہو لیکن ان کی حالت یہ نہیں۔ وہ تمھارے روبرو تو ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن جب وہ تم سے الگ ہوتے ہیں تو مارے حسد کے انگلیاں چباتے ہیں۔ تمھاری ترقی اور اسلام کی روز افزوں کامیابی ان کے لیے سوہان روح بنی ہوئی ہے۔

۱۲۰ - اے مسلمانو! کفار و منافقین کا تم سے بغض و حسد اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اگر تمھیں معمولی سی بھلائی یا راحت پہنچ جائے تو ان لوگوں پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں۔۔۔ اور اگر تم پر کوئی آفت آ پڑے تو انھیں اس پر نہ کوئی غم و رنج ہوتا ہے نہ صدمہ بلکہ ان کے دل خوش ہو جاتے ہیں۔۔۔ رب تعالیٰ تمھارا والی ہے۔ ان کی تمام تدبیروں کو اپنی قدرت علم محیط کے احاطہ میں لیے ہوئے ہے کہ وہ کسی طرح اس کے گھیرے سے نکل نہیں سکتے اسی دنیا میں گرفت آ جائے یا آخرت میں عذاب آئے، اور اے مسلمانو تم جو نیکیاں کرتے ہو وہ رب تعالیٰ کے علم قدرت اور رحمت کے احاطہ میں ہے تمھیں دنیا و آخرت میں اس کی جزا دے گا (مجرد از تفسیر نعیمی)

خلاصہ: حضرت ابن عباسؓ اور اکثر مفسرین و اہل لغت صرّ سخت ٹھنڈی چیز کو کہتے ہیں جیسے پالا یا برف * قرآن مجید نے نہایت آسان مثال کے ذریعہ کفار و منافقین کا (اپنی) ریا و ناموری کے لیے مال خرچ کرنے کے ضمن میں بتایا ہے کہ ان کا مال ضائع ہوگا * مسلمانوں کے سوا کسی غیر سے یعنی مشرکین کفار اور منافقین وغیرہ سے اپنے ذاتی اور ملی راز نہ کہو کیونکہ کافروں سے تشبیہ کا ہمیشہ جائز نہیں تو ان کے ساتھ مصاحبت تو بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگی * مسلمان تو سب سے محبت رکھتے ہیں اور آسمانی کتابوں پر ایمان بھی مگر کفار اہل کتاب مسلمانوں سے محبت نہیں رکھتے وہ جب اہل ایمان سے ملتے ہیں تو ایمان لانے کا اقرار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں غصہ سے (الانامل) انگلیاں کاٹتے ہیں۔ فرمادیں وہ اسی گھٹن میں ہلاک ہو جائیں گے

۱۲۰ - اللہ تعالیٰ دلوں کا مخفی حال جانتا ہے۔ * مسلمانوں کی کامیابی، ترقی اور تعداد کی بڑھوتری پر کفار دل ہی دل میں ناخوش ہوتے ہیں اور نقصان وغیرہ پر خوش ہوتے ہیں۔ صبر و تقویٰ کافروں کے مکر اور بدخواہی سے مسلمانوں کی حفاظت اور بچاؤ کے سپر ہیں۔ نیکیوں کو اجر حق اور برائیوں کو غضب الٰہی تعبیر ہوتے ہیں۔

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ
عَلِيمٌ ○ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ
وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ
أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ
أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ○ بَلَىٰ ۚ إِنْ
تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ
آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ○ اور (یاد کرو) جب آپ صبح کو اپنے گھر سے نکل کر مسلمانوں
کو لڑائی کے موقعوں پر بٹھلانے لگے تھے اور اللہ (سب کچھ) سن رہا اور (سب کچھ) جان رہا تھا ٭
جبکہ تم میں سے دو گروہوں نے ہمت ہار دینی چاہی تھی (مگر سنبھل گئے کیونکہ) اللہ ان کا مددگار تھا
اور ایمانداروں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے ٭ اور اللہ بدر (کی لڑائی) میں تمہاری مدد کر چکا ہے حالانکہ
تم اس وقت بہت ہی کمزور تھے پس اللہ سے ڈرتے رہو (نافرمانی نہ کرو) (ان احسانوں کو یاد کرکے)
عجب نہیں کہ تم شکر کرو ٭ جب کہ مسلمانوں سے آپ کہہ رہے تھے کہ کیا تم کو یہ کافی نہیں ہے کہ
تمہارا رب تین ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے ٭ کیوں نہیں اگر تم جمے رہو اور (اللہ سے)
ڈرو اور دشمن بھی دفعۃً تم پر چڑھ آئیں تو تمہارا رب تمہاری پانچ ہزار فرشتوں سے مدد
کرے گا جو پلے ہوئے گھوڑوں پر (سوار ہو کر) آموجود ہوں گے۔ (۳/۱۲۱ تا ۱۲۵)

۱۲۱۔ جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے مراد غزوۂ احد کا واقعہ ہے جو شوال ۳ ہجری میں پیش آیا ٭ جب غزوۂ بدر ۲ ہجری میں کفار کو عبرتناک شکست ہوئی، ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید ہوئے تو ان کفار کے یہ بڑی رسوائی اور بدنامی کا باعث ہوا چنانچہ ابو سفیان نے مسلمانوں کے خلاف ایک زبردست انتقامی غزوہ کی تیاری کی جس میں عورتیں بھی ساتھ آئی تھیں۔ ادھر جب مسلمانوں کو اس کا علم ہوا کہ کافر تین ہزار کی تعداد میں احد کے پہاڑ کے قریب خیمہ زن ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ وہ مدینہ میں رہ کر لڑیں یا مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کریں بعض صحابہ نے اندر رہ کر ہی مقابلہ کا مشورہ دیا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا لیکن اس کے برعکس بعض پرجوش صحابہؓ نے جنہیں غزوۂ بدر میں حصہ لینے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی تھی مدینہ سے باہر جاکر لڑنے کی حمایت کی۔ حضورؐ اندر حجرہ شریف میں تشریف لے گئے اور ہتھیار پہن کر باہر آئے۔ دوسری رائے والوں کو ندامت ہوئی کہ شاید ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی خواہش کے برعکس باہر نکلنے کے لئے اصرار کرکے مجبور تو نہیں کیا چنانچہ ان لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر آپ مدینہ کے اندر رہ کر مقابلہ کرنا پسند فرمائیں تو مدینہ کے اندر ہی رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ لباس جنگ پہن لینے کے بعد کسی نبی کے لائق نہیں ہے کہ وہ اللہ کے فیصلہ کے بغیر واپس ہو اور لباس اتارے چنانچہ
ایک ہزار مسلمان روانہ ہو گئے۔ مگر صبح دم جب مقام شوط پر پہنچے تو عبد اللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت
یہ کہہ کر واپس آ گیا کہ اس کی رائے نہیں مانی گئی۔ باقی مسلمان پورے عزم و حوصلہ کے ساتھ ہمراہ رہے (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)
۱۲۲۔ بنی سلمہ اور بنی حارثہ مدینہ منورہ کے دو گروہ تھے جنہیں واپس ہو جانے کا خیال آ گیا تھا لیکن وہ کم ہمتی (بزدلی) سے بچائے گئے اور اللہ تعالیٰ نے
ان کو ثابت قدم رکھا اور وہ بیچ راہ سے واپس نہ لوٹے * اللہ تعالیٰ ان کا مددگار رہا ہے سو چاہیے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ
ہی پر بھروسہ کریں غیر پر بھروسہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ساتھ ہی اہل ایمان کو نصرت سے نوازا (بحوالہ جلالین)
۱۲۳۔ غزوہ بدر میں نصرت الٰہی نے کفار و مشرکین کو بدترین ہزیمت سے دوچار کر دیا تھا * بدر، مدینہ منورہ کے جنوب مغرب
ساحل بحر احمر سے قریب قریش کے تجارتی قافلوں کی گزرگاہ پر ایک پڑاؤ ہے جہاں پانی کی فراوانی تھی * یہیں پر
حق و باطل کا فیصلہ معرکہ ۱۷ رمضان ۲ھ کو پیش آیا جس میں اہل ایمان کو فقیدالمثال کامیابی ملی جس نے اسلام
کی دور مابعد سے ساری دنیا کی تاریخ کا رخ ہی پلٹ دیا * لشکر اسلام میں صرف ۲ گھوڑے اور ۷۰ اونٹ تھے اور مسلمانوں کی تعداد
۳۱۳ تھی * تقویٰ کا صلہ فضل باری اور نصرت الٰہی ہوتا ہے * مومنین کو ثابت قدم رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ نعمت کا حق ادا کیا جائے
۱۲۴۔ فتح و کامرانی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر موقوف ہے * رب تعالیٰ نے بدر کے میدان میں غازیوں کی مدد اس موقع
پر کی تھی جب انہیں پتہ لگا تھا کہ مشرکین مکہ کو بھاری کمک پہنچ رہی ہے اس خبر سے غازیان بدر گھبرا گئے تھے۔ تب آپ نے
وسے محبت۔ غازیوں کو خوشخبری دی تھی کہ تمہاری کمک آسمان سے آ رہی ہے کہ رب تعالیٰ تمہاری مدد کے لئے تین ہزار
فرشتے اتار رہا ہے * تب رب نے فرشتوں سے تمہاری امداد فرمائی * ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھو (کبیر، روح المعانی، خازن بحوالہ نعیمی)
۱۲۵۔ سارا زور صبر و ثبات اور اطاعت رسولؐ پر ہے جنگ احد سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ مبارکہ
جو حدیث شریف میں منقول ہے اس میں یہ مضمون خصوصیت کے ساتھ ہے کہ: اگر ثابت قدم رہو گے تو اللہ تم ہی
کو منظفر و منصور کرے گا اپنے پروردگار پر اعتماد رکھو ثابت قدم رہو، فتح تم ہی کو نصیب ہو گی * اور یہ
شرط بڑی اہم ہے اور اس کی اہمیت کا عملی ظہور بدر و احد کے دونوں موقعوں ہی پر ہو گیا۔ (بحوالہ ماجدی)
خلاصہ: شکست بدر کے انتقام میں کفار قریش کا احد میں اجتماع۔ رسول اللہؐ ان کے مقابلہ کے لئے ایک ہزار
کا لشکر لے کر نکلے۔ مقام شوط سے رئیس المنافقین کی ۳۰۰ سو لوگوں کے ساتھ بزدلانہ اخلاف (واپسی) کے باوجود غازیان
اسلام کا حضورؐ کے ہمراہ کفار سے مقابلہ کے لئے بڑھنا * بنی سلمہ بنی حارثہ کو کچھ گھبرا کر واپسی کا خیال ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ
نے ان کی دستگیری فرمائی اور انہیں اس لغزش کے ارتکاب سے بچا لیا * اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور یقین محکم اور حسب توفیق
ضروری اسباب مہیا کرنے میں صفات حمیدہ و توکل کی توصیف کیا ہے * بدر کی فتح مبین کا تذکرہ تاکہ احد کے نقصانات
کے باعث رنجیدگی نہ ہو اور مسلمانوں کو یہ نوید کہ نصرت حق تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے * نزول ملائکہ کا ساتھ ہے لیکن
دیگر اسباب کی طرح ایک سبب ہے درحقیقت فتح و کامیابی عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اعتماد و توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہونا چاہیئے

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ
فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ
يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ
يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ تمہارے لئے بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار رہ جائے اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست اور حکیم ہے* تاکہ کفار میں سے ایک گروہ کو ہلاک کردے یا ان کو ذلیل و خوار کردے پھر وہ ناکام لوٹ جاویں* یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں* اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (۳/۱۲۶ تا ۱۲۹)

۱۲۶۔ یہ فرشتوں کا نازل کرنا اور تمہیں اس کی خبر دینا صرف تمہاری خوشی دلجوئی اور اطمینان کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ بغیر ان کو اتارے بلکہ بغیر تمہارے لڑے بھی تمہیں غالب کردے مدد اسی کی طرف سے ہے۔ جیسے کہ اور جگہ ہے اگر اللہ چاہتا تو ان سے خود ہی بدلہ لے لیتا لیکن وہ ہر ایک کو آزما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو قتل کئے جائیں ان کے اعمال اکارت نہیں ہوتے اللہ انہیں راہ دکھائے گا ان کے اعمال سنوار دے گا اور انہیں جنت میں لے جائے گا جس کی وہ تعریف کر چکا ہے۔ وہ عزت والا ہے اور اپنے ہر کام میں حکمت رکھتا ہے (ابن کثیر)

۱۲۷۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مدد اس لئے فرمائی کہ دشمنوں کی جماعت کو ہلاک کرے قتل ہوں اور قید کئے جاویں یا ان کو شکست دے کر ذلیل کرے کہ وہ بے نیل و مرام پسپا ہوں۔ (جلالین)

• اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ہزار فرشتے بھیجے جیسا کہ سورہ انفال میں آیا ہے جب تم اپنے پروردگار سے مدد طلب کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری فریاد سنتے ہوئے کہا کہ میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔ (۸/۹) اور اسی طرح صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر کتب حدیث میں آیا ہے کہ بدر کے روز ملائکہ گھوڑوں پر سوار ہو کر کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے نظر آئے اور یہ روایتیں تعداد شہرت کی حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں کہ جن کا مفصلاً بیان کرنا متعذر ہے اور نیز اسی زمانے میں جب کہ کفار ہزیمت کھا کر مکہ کو واپس گئے تھے تو خود بھی اس بات کے قائل تھے اور اس کو اپنی مجلسوں میں نہایت تعجب سے حیرت انگیز قصہ تصور کر کے بیان کیا کرتے تھے جیسا کہ کتب تاریخیہ سے بخوبی ثابت ہے* پھر جب جنگ میں یہ مشہور ہوا کہ مکہ سے اور مدد آتی ہے تو حکم آیا کہ اگر وہ فوراً یا عنقریب پھر کر آویں گے تو ہم تین ہزار ملائکہ یا پانچ ہزار فرشتے بھیج دیں گے چونکہ کفار کی کمک نہ آئی تو اور فرشتے بھی نہ آئے۔ (تفسیر کبیر بحوالہ حقانی)

۱۲۸ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر معونہ والے کفار کے لئے بد دعا کی۔ حضور نے دھوکہ سے صحابہ کرام کو ساتھ لے جا کر شہید کیا تھا اس کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری اور حضور کو بد دعا سے روک دیا گیا۔ حضور نماز فجر کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد ان کافروں پر بد دعا کیا کرتے تھے جسے قنوت نازلہ کہتے ہیں اس آیت سے قنوت نازلہ منسوخ ہوئی۔ اس آیت کا مطلب یہ نہیں کہ اے محبوب تمہیں ان کفار پر بد دعا کرنے کا حق یا اختیار نہیں، ورنہ گزشتہ انبیاء کرام کفار پر بد دعا کر کے انہیں ہلاک نہ کراتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ بد دعا آپ کی شان کے لائق نہیں کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں (تفسیر حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی) نور العرفان

● احد کے دن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک شہید کئے گئے۔ رخ انور زخمی کیا گیا تو حضور نے فرمایا وہ قوم کیوں کر نجات پا سکتی ہے جس نے اپنے اس نبی کے سر کو مجروح کیا اور دندان (مبارک) شہید کئے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ "حضور علیہ السلام نے ان لوگوں کے حق میں بد دعا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی تھی یہ آیت نازل ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہو گیا کہ ان میں کئی لوگ مسلمان ہوں گے چنانچہ ایک کثیر تعداد اسلام لائی انہی میں حضرت خالد بن ولید بھی تھے"۔ (قرطبی) حضرت سیدنا عمر بن خطاب کے یہ الفاظ کتنے حقیقت افروز اور ایمان پرور ہیں کہ (ترجمہ) "اے اللہ کے پیارے رسول میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی کہ اے رب زمین پر کسی کافر کو سلامت نہ رہنے دے اگر حضور بھی بد دعا کرتے تو سب کے سب ہلاک ہو جاتے لیکن (اے سراپا کرم) آپ کے رخ انور کو زخمی کیا گیا دندان مبارک شہید کئے گئے مگر پھر آپ نے دعائے خیر ہی فرمائی۔ اور یہی عرض کی کہ اے رب! میری قوم بے علمی سے یہ کر رہی ہے تو اس کو معاف فرما دے"۔ (قرطبی بحوالہ ضیاء القرآن)

۱۲۹ ۔ اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے* اس میں کسی کی شرکت نہیں* معاملہ مغفرت و رحمت کرنے کے لئے اسے کسی خاص سبب کی ضرورت نہیں* يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ یہ مغفرت اس کے عام قانون رحمت کے مطابق ہو گی يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ یہ عذاب اس کے خاص قانون حکمت کے ماتحت ہو گا (تجوید الکتاب؟)

خلاصہ: مسلمان اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں کہ ان کی خدمت کے لئے فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ بدر میں فرشتوں کا آنا خوشی، دلجوئی اور اطمینان کے لئے تھا۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ جسے چاہے نصرت عطا فرمائے* بدر میں کافر تین طرح کے ہو گئے ایک وہ جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے دوسرے وہ جو گرفتار ہو گئے تیسرے وہ جو نامراد ہو کر بھاگ گئے حالانکہ انہیں اپنی کامیابی کا یقین تھا ان کا بھاگ جانا انتہائی ذلت تھی* اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ ہر کوئی حقیر و عزیز سب کچھ بلا استثناء اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے وہ نہ چاہے تو کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن اسی طرح اس میں بھی ذرہ بھر شک نہیں کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء کے دست دعا بارگاہ الٰہی میں اٹھ جائیں تو اجڑے دیار میں بہار آ جاتی ہے کانٹا نرم ہو جاتا ہے دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے* ۲۲

۱۲۹ اور اللہ ہی کی ملکیت ہے اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک ہے ۔ وہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ تعالیٰ بڑا مغفرت والا اور بڑا رحمت والا ہے ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۚ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۚ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا
السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ
وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۚ

اے ایمان والو! سود کئی گنا حصہ بڑھا کر نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاجاؤ * اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے * اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے * اور مغفرت کی طرف جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے دوڑو اور جنت کی طرف (دوڑو) جس کا عرض سارے آسمان اور زمین ہیں، اور جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے * یہ وہ لوگ ہیں جو فراغت اور تنگی (دونوں) میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (۳/۱۳۰ تا ۱۳۴)

[illegible]

۱۳۰۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو سود لینے دینے اور سود خوری سے روک رہا ہے۔ اہل جاہلیت سودی قرضہ دیتے تھے مدت مقرر ہوتی تھی اگر اس مدت میں روپیہ وصول نہ ہوتا تو مدت بڑھا کر سود پر سود بڑھا دیا کرتے تھے۔ اسی طرح سود در سود مل ملا کر اصل رقم کئی گنا بڑھ جاتی۔ اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو اس طرح ناحق لوگوں کے مال برباد کرنے سے روک رہا ہے اور تقویٰ کا حکم دے کر اس پر نجات ۱۳۱۔ اس آگ کے عذاب سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار ہوئی ہے (جلالین)

اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار ہوئی ہے یعنی جہنم اس میں اشارہ ہے کہ ایمان کے ساتھ سود خوری اور اس پر بے پرواہی کا کفر ہے سو جو سزا کافروں کو ملے گی وہی سود خواروں کو ملے گی۔ (حقانی)

۱۳۲۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو کہ رسول اللہ کی اطاعت طاعت الٰہی ہے اور رسول اللہ کی نافرمانی کرنے والا اللہ کا فرمانبردار نہیں ہو سکتا۔ (کنزالایمان)

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے (موضح القرآن)

رغبت و خوشی سے کسی کا حکم ماننا اطاعت کہلاتا ہے اب مطلقاً "حکم ماننے کو اطاعت کہا جانے لگا خوشی سے یا ناخوشی سے مگر یہاں بخوشی فرمانبرداری مراد ہے کہ رحم و کرم اسی فرمانبرداری سے ہوتا ہے * رحمت حاصل کرنے کا ذریعہ از روئے قانون اطاعت ہے * اللہ رسول کی تابعداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم کیا جائے یعنی اطاعت کرو اور رب سے ڈرو اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو، رحمت کا ذکر فرما کر اشارہ اس جانب ہے کہ اس اطاعت پر تمہیں جو کچھ ملے گا دنیا میں ترقیاں، مرتے وقت ایمان پر قیام، قبر میں

3AR

کا حال یہ محشر میں حساب لینے میں دوزخ سے اماں پھر پل صراط پر خیریت سے گذر پھر جنت کا داخلہ میسر
اللہ تعالیٰ کی رحم خسروانہ سے ہی ملے گا "ترحمون" ان دنیاوی و اخروی لاکھوں رحمتوں پر مشتمل ہے حق تو
یہ ہے کہ یہ رحمت کا ذریعہ اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کو مانو سب کچھ لے لو۔ (احسن التفاسیر)

۱۳۳۔ ان اعمال کی طرف دوڑو جو مغفرت الٰہی کا سبب ہیں اور ذریعہ ہیں * وہ ذریعہ و سبب ہے کیا
چیز تو حضرت عثمان غنیؓ کا قول ہے کہ اخلاص فی العمل۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اداء فرائض
حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ وہ اسلام ہے۔ ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ ہجرت۔ حضرت امام ضحاک
و محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جہاد۔ حضرت سعید بن جبیر کا کہنا ہے کہ نماز با جماعت کی تکبیر اولیٰ (خازن) وغیرہ
کی پابندی بعض کا قول ہے کہ نماز پنجگانہ امام عاصم فرماتے ہیں کہ گناہوں خصوصاً سود سے توبہ (بحوالہ کبیر، روح المعانی)

۱۳۴۔ متقین کی پہلی صفت یہ ہے کہ "وہ خوش حالی میں اور تنگ دستی و افلاس میں اپنا عزیز مال
اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے خرچ کرتے ہیں" "کظم غیظ" ان کی دوسری صفت ہے۔ غیظ شدت غضب
کو اور کظم لبریز برتن کو بند کرکے بند کر دینے کو کہتے ہیں۔ بعض اوقات ایسی ناپسندیدہ حرکات اور
ضرر رساں امور رونما ہوتے ہیں جن سے انسان برافروختہ ہو جاتا ہے اور جذبہ انتقام سے اس کا دل
لبریز ہو جاتا ہے ایسے حال میں اپنے غصہ کو پی جانا بڑی ہمت کا کام ہے۔ تیسری صفت (بحوالہ ضیاء القرآن)
عفو ہے۔ یہ چیز کظم غیظ سے اعلیٰ ہے۔ چوتھی صفت احسان ہے یہ مرتبہ تمام مراتب سے بلند تر ہے

خلاصہ: ایام جاہلیت میں عرب میں دستور تھا کہ جب مدت معین پر قرضدار روپیہ ادا نہیں کرتا تھا تو قرض خواہ
سود کو اصل میں جمع کر کے مہلت دیتا تھا پھر اگلی قسط پر سود اور بڑھاتا تھا جس طرح جہاں سود خوری عام ہے
ہے وہاں سود خور سود کو اصل میں جمع کر کے سود لگا کر دگنے تگنے کر لیتے ہیں ایسے ہی وہ بھی کرتے تھے اس لئے انہیں سود خوری
قطعی منع کیا گیا پھر فرمایا اس آگ سے ڈرو کہ جو کافروں کے لئے تیار ہوئی ہے یعنی آتش دوزخ * امام اعظمؒ سے
منقول ہے کہ یہ قرآن حمید کی سب سے زیادہ ڈرانے والی آیت ہے کہ اس میں دوزخ سے جو حقیقتاً کفر کی
سزا ہے ان لوگوں کو بھی ڈرایا گیا ہے جو اللہ کی حرام ٹھہرائی ہوئی چیزوں سے نہیں بچتے * لہٰذا اطاعت
ہر طرح اللہ تعالیٰ کی اور اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو جس کا حکم دیں کرو
جس سے منع کریں اس سے بچو تاکہ تم اس حیثیت کے لائق رحم کیا جائے * اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور
جنت حاصل کرنے کے لئے اسلام، اداء فرائض، اخلاص، ہجرت، جہاد، باجماعت نمازوں کی تکبیر اولیٰ اور
گناہوں سے توبہ اصل اسباب ہیں * امارت، غربت، راحت و رنج، خوشی و غم ہر حال میں بقدر طاقت اپنی
ہر چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کرتے ہیں غصہ کی حالت میں اپنے سے باہر نہیں
ہوتے بلکہ غصہ پی جاتے ہیں معاف کرتے ہیں مزید احسان کرتے ہیں ان کے ان اوصاف پر اللہ تعالیٰ ان پر احسان

[illegible]

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا
لِذُنُوْبِهِمْ ۣ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۣ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ
هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ قَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝
هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب

کر بیٹھیں کوئی برا کام یا ظلم کریں اپنے آپ پر (تو فوراً) ذکر کرنے لگتے ہیں اللہ کا اور معافی مانگنے
لگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور کون بخشتا ہے گناہوں کو اللہ کے سوا اور نہیں اصرار کرتے اس پر جو ان
سے سرزد ہوا اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں * یہ وہ (نیک بخت) ہیں جن کا بدلہ بخشش ہے
اپنے رب کی طرف سے اور جنت زواں ہیں جن کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں کیا ہی اچھا
بدلہ ہے کام کرنے والوں کا * گزر چکے ہیں تم سے پہلے (قوموں کے عروج و زوال کے) قاعدے پس
سیر کرو زمین میں اور (اپنی آنکھوں سے) دیکھو کہ کیسا انجام ہوا (دعوتِ حق کو) جھٹلانے والوں کا
* یہ ایک بیان ہے لوگوں (کے سمجھانے) کے لئے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے واسطے۔ ص (

(۱۴/۵/۲۰۰۶ ۱۳۲۸)

۱۳۵ ۔ جو لوگ گناہ کے بعد فوراً ذکر اللہ اور استغفار کرتے ہیں۔ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص گناہ کرتا ہے پھر اللہ کے سامنے حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ پروردگار
مجھ سے گناہ ہو گیا تو معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ سے گو گناہ ہو گیا لیکن اس کا ایمان ہے
کہ اس کا رب گناہ پر پکڑ بھی کرتا ہے اور اگر چاہے تو معاف بھی فرما دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندہ کا گناہ معاف
فرمایا۔ اس سے پھر گناہ ہو جاتا ہے وہ پھر توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پھر معاف فرماتا ہے پھر تیسری یا چوتھی مرتبہ اس
سے گناہ ہو جاتا ہے یہ پھر توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پھر بخشتا ہے آخری مرتبہ پھر گناہ کر بیٹھتا ہے پھر
توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف کر کے فرماتا ہے اب میرا بندہ جو چاہے کرے (تفسیر کبیر)
فاحشہ سے مراد وہ گناہ ہے جس کا ضرر دوسروں تک پہنچے اور ظلموا سے مراد وہ گناہ ہیں جن کا اثر ان کی اپنی ذات تک محدود رہے (بیضاوی)

۱۳۶ ۔ یہی لوگ ہیں کہ ان کا بدلہ ان کے رب کی بخشش اور رحمت ہے اور ان کے لئے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں
ہیں پانی بہتا ہے اس میں ہمیشہ رہیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیا جاتا ہے (جلالین)
۱۳۷ ۔ عالم آخرت کی نعمت و جنت کا شوق دلایا اور حیاۃ دنیا جو اصلاح عالم کا باعث ہے آمادہ کیا تو
یہاں بیشتر دنیا اور اہل دنیا کی بے ثباتی بیان فرمائی کہ تم سے پہلے کیا کچھ دنیا میں گزر چکا ہے
دنیا میں پھر کر دیکھو کہ فرعون وغیرہ سرکش لوگ کہاں گئے ان کے نعیم و ناز خاک میں مل گئے انجام کار

پرہیزگاروں نے فلاح پائی اور ان کی حالت یہ ہے کہ ہمیشہ کافروں سے جہاد کرتے آئے ہیں (تفسیر حقانی)

مجمل امتوں کے ساتھ جنہوں نے حرص دنیا اور اس کی لذات کی طلب میں انبیاء و مرسلین کی مخالفت کی اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلتیں دیں پھر بھی وہ راہ راست پر نہ آئے تو انہیں ہلاک و برباد کر دیا (کنز الایمان)

۱۳۸۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید (ہدایت و راہبری کا) اعلان عام تو ہے ساری دنیا کے لئے لیکن اس سے نفع وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کے دلوں میں خوف خدا ہوتا ہے۔ (قرطبی، بحر المحیط، معالم التنزیل، مدارک) بعض نے وہ امر و نہی، وعدہ و وعید مراد لئے ہیں جو اوپر گزر چکے ہیں (کبیر، روح المعانی بحوالہ ماجدی)

خلاصہ: متقین کے اوصاف میں طلب مغفرت بھی ہے۔ انسان مجموعہ خطاء و نسیان ہے یعنی ان سے جرم و گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً احساس ندامت انہیں آ لیتا ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ گناہوں کو بخشنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے حضور میں نہایت عاجزی سے گناہوں کی معافی کی درخواست کرتے ہیں۔ ان کی توبہ حقیقی توبہ ہوتی ہے ایسا نہیں ہوتا کہ ان کی زبان تو استغفر اللہ کے ورد میں مصروف ہو اور وہ ایسے گناہ سے اس استغفار کا تمسخر اڑا رہے ہیں ✶ جنگ احد میں مسلمانوں کا لشکر سات سو افراد پر مشتمل تھا جس میں ۵۰

تیر اندازوں کا ایک دستہ حضور علیہ السلام نے حضرت عبد اللہ بن جبیرؓ کی قیادت میں ایک پہاڑی پر مقرر فرما دیا اور انہیں تاکید کر دی کہ چاہے فتح ہو یا شکست تم یہاں سے نہ ہلنا اور تمہارا کام یہ ہے کہ جو لشکر سوار تمہاری طرف آئے اسے تیروں سے پیچھے دھکیل دینا۔ لیکن جب مسلمان فتح یاب ہو گئے اور مال و اسباب سمیٹنے لگے تو اس دستہ میں اختلاف ہو گیا۔ کچھ کہنے لگے کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کا مقصد تو یہ تھا کہ جب تک جنگ جاری رہے یہیں جمے رہنا لیکن جب یہ جنگ ختم ہو گئی ہے اور کفار بھاگ رہے ہیں تو یہاں ٹھہرنا ضروری نہیں ہے چنانچہ انہوں نے بھی وہاں سے ہٹ کر مال و اسباب جمع کرنا شروع کر دیا اور وہاں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی اطاعت میں صرف دس آدمی باقی رہ گئے جس سے کافروں نے فائدہ اٹھایا اور ان کے لشکر سوار پلٹ کر پیچھے سے مسلمانوں کے عقب میں جا پہنچے اور ان پر اچانک حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں میں افراتفری مچ گئی اور وہ غیر متوقع حملے سے منتشر اور سراسیمہ ہو گئے جس سے مسلمانوں کو وقتی طور پر سخت تکلیف ہوئی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تسلی دے رہا کہ تمہارے ساتھ جو کچھ ہوا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے پہلے بھی ایسا ہوتا آیا ہے تاہم بالآخر تباہی و بربادی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والوں ہی کا مقدر ہے ✶

سنن جمع ہے سنت کی اور سنت وہ راستہ اور طرز زندگی ہے جس کا ہمیشہ التزام اور پابندی کی جائے۔ غزوہ احد کی تکلیفات، بدر کی فتح جس سے مسلمانوں کو نقصان عظیم اور مرد مومن کی صفات کا ذکر فرمانے کے بعد بتایا جا رہا ہے کہ ذرا غور کرو اس کرہ ارضی پر تم سے پہلے گزری ہوئی اقوام کے حالات جانو تم سے پہلے اقوام میں تم انہیں بڑھ کر فتح و سرخروئی کی عزت انہیں دی گئی جو ان صفات کے مالک تھے اور ناکامی و ذلت انہیں کے حصہ میں آئی جو ان سے محروم تھے قدرت کے قوانین بے لاگ ہیں اور اٹل ہیں کسی کے لئے انہیں توڑا نہیں جا سکتا ✶ یہ بیان مسلمانوں کے لئے ...

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ
قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ
وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○
وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ○ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ
وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ
الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۪ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○

تم نہ سستی کرو اور نہ غمگین ہو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان دار ہو ★ اگر تم زخمی ہوئے ہو تو تمہارے
مخالف لوگ بھی تو ایسے ہی زخمی ہو چکے ہیں، ہم ان دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں (اچھی
بری صورتحال کا بدلنا) اس لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہر کر دے اور تم میں سے بعض کو شہادت
کا درجہ عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا ★ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت میں چلے
جاؤ گے حالانکہ اب تک اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر
کرنے والے کون ہیں؟ ★ موت سے پہلے تو تم شہادت کی آرزو میں تھے اب اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا

(۳/۱۳۹ تا ۱۴۳)

★ [illegible]

۱۳۹۔ احد والے دن چونکہ ستر مسلمان صحابہ شہید ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تسلی سے نواز رہا ہے کہ ★
تم اس جنگ کے نتائج دیکھ کر بزدل نہ ہو جانا نہ مغموم ہو کر بیٹھ رہنا، فتح و نصرت غلبہ اور علو
بالآخر اے مومنو تمہارے لئے ہی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۴۰۔ اگر احد میں تم کو تکلیف زخم وغیرہ کی پہنچی تو بدر میں قوم کفار کو اسی قدر اذیت پہنچ چکی ہے اور ہم زمانے
کے دنوں کو درمیان لوگوں کے پھیرتے اور بدلتے رہتے ہیں کسی دن ایک جماعت غالب ہے دوسرے دن
دوسرے کو غلبہ ہوتا ہے کہ آدمی نصیحت اور عبرت پکڑیں اور تاکہ اللہ ظاہر فرما دے خالص ایمان والوں کو
ان کے غیر سے اور تاکہ ان کو شہادت کے ساتھ سرفرازی دے اور اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ (جلالین)

۱۴۱۔ یعنی فتح اور شکست بدلتی چیز ہے اور مسلمانوں کو شہادت کا درجہ ملنا تھا اور مومن و منافق کا
پرکھنا منظور تھا اور مسلمانوں کو سدھارنا (نکھارنا)۔ اس واسطے اتنی (سی) شکست ہوئی (ورنہ)
اللہ تعالیٰ کافروں سے راضی نہیں (موضح القرآن۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ)

اور اس لئے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار کر دے (اور انھیں گناہوں سے پاک کر دے) اور کافروں کو مٹا دے
یعنی کافروں سے جو مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچیں وہ تو مسلمانوں کے لئے شہادت و تطہیر ہیں اور مسلمان
جو کفار کو قتل کریں تو یہ کفار کی بربادی اور ان کا استیصال ہے۔ (تفسیر صدر الافاضل برحاشیہ کنزالایمان)

۱۴۲۔ آیت شریف میں اَم بمعنی بَل لیا گیا ہے۔ (قرطبی، جلالین) ★ اشخاص کا استحقاق جنت

★ ۱۴۲ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِينَ

کسی درجہ میں لیکن اس مادی دنیا میں ان کے اعمال کے بعد ہی ثابت ہو سکتا ہے ★ یعنی جنت میں امتیاز خاص کے ساتھ پہنچ جاؤ گے۔ خطاب یہاں صحابہ کرامؓ سے ہے صحابہ کرامؓ جنت ہی کے مشتاق نہ تھے بلکہ اس کے اعلیٰ درجات اور مرتبوں کا بھی حوصلہ اور ظرف رکھتے تھے اور ان مدارج کے لئے جہاد کی کڑی کڑی منزلوں سے گزرنا ناگزیر تھا۔ (بحوالہ ماجدی)

اے مسلمانو! کیا تمہیں یہ خیال ہو گیا کہ تم جنت جیسے اعلیٰ مقام میں یونہی پہنچ جاؤ گے تمہاری آزمائش امتحان کچھ نہ ہو گا؟ تم میں مجاہد کون ہے غیر مجاہد کون، صبر والا کون ہے گھبرانے والا کون جنت کو یہ حیثیت نہ رہی کہ جنت میں داخلہ گیا؟ وہاں تو جیسے ہو سکے ہو ہے تھوڑے ہو سے مسلمانوں کا گروہ خیال رہے کہ یہ سوال معنی نہی ہے یعنی ایسا خیال کبھی نہ کرنا، جنت میں جانا ہے تو اس کے مشقتیں برداشت کرنا پڑیں گی۔ جب دنیا کی فانی نعمت بغیر محنت نہیں ملتی تو وہ نعمت لازوال بغیر کمال کیسے ملے گی۔ (تفسیر نعیمی)

۱۴۳۔ تم تو اس سے پہلے جہاد کی شہادت کی تمنائیں کرتے تھے اور تمہاری آرزو تھی کہ کبھی ہمیں جان نثاری کا موقع ملے اب تم نے ظاہر طور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جہاد یہ ہے اور موت ایسی ہوتی ہے تمہیں یہ دکھانے کے یہ واقعات پیش آئے آئندہ کبھی مصیبت میں گھبرانہ جانا اور آفات ناگہانیہ میں دل چھوٹا نہ کرنا ہمیشہ ثابت قدمی سے جہاد کرنا۔ (الضیاء)

خلاصہ: ثبات ایمان شرط وعدۂ غلبہ ہے۔ یہ علو و غلبہ کا وعدہ ہر قسم کے علو اور غلبہ کو حاوی ہے خواہ وہ مادی ہو یا روحانی ★ تم آئندہ کسی قسم کی کمزوری اور سستی اپنے پاس نہ آنے دو اور گزشتہ پر رنج نہ کرو اور انجام کار تم ہی غالب ہو کر رہو گے بشرطیکہ ایمان و ایقان کے صراط مستقیم پر رہو ★

ایمان کی قوت دنیا کی ساری مادی قوتوں سے زیادہ توانا ہے جس قوم کے افراد کے دلوں میں ایمان اور یقین کی شمع روشن ہوتی ہے دنیا کی کوئی طاقت ان کو شکست نہیں دے سکتی مادی وسائل بھی اسی وقت کارگر ثابت ہو سکتے ہیں جب ان کو استعمال کرنے والا اپنے مقصد حیات پر محکم یقین رکھتا ہو۔ حضرت بلالؓ نے دہکتے انگاروں پر لیٹ کر حضرت خبیبؓ نے پھانسی کے تختے پر مسکرا کر، حضرت سمیہؓ نے نیزہ سے اپنا جسم گھائل کرا کر اور حضرت یاسرؓ نے دو اونٹوں سے اپنا بدن چیر دا کر جو عظیم فتح حاصل کی وہ فقط ان کے نور ایمان اور ان کی قوت یقین کا مظاہرہ تھا جب تک امت مسلمہ ایمان و یقین سے بہرہ ور رہی ہر میدان میں کامیابی ان کے قدم چومتی رہی ★ (۱۴۰) یہاں آیت میں علم کا معنی مراد ہے جسے علم ظہور کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے (المنار بحوالہ ضیاء) شہداء سے مراد شہدائے جہاد ہیں۔ انہی کے خون سے قوم و ملت کی تاریخ کو رنگینی اور رعنائی نصیب ہوتی ہے۔ اور شہداء سے وہ کاملین امت بھی مراد لئے جا سکتے ہیں جن کا عمل

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ
انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــًٔا ؕ
وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ
كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ
نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِىٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ
كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال
فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا
اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا * اور کوئی جان بے حکم اللہ کے مر نہیں سکتی سب کا وقت
لکھا رکھا ہے اور جو دنیا کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس
میں سے اسے دیں اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو صلہ عطا کریں * اور کتنے ہی انبیاء نے جہاد کیا
ان کے ساتھ بہت اللہ والے تھے تو نہ سست پڑے ان مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچیں اور نہ کمزور
ہوئے اور نہ دبے اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں"۔ (۳/۱۴۴ تا ۱۴۶)

۱۴۴۔ اور رسولوں کی بعثت کا مقصود رسالت کی تبلیغ اور حجت کا لازم کر دینا ہے نہ کہ اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ
موجود رہنا * (ان سے پہلے اور رسول ہو چکے) اور ان کے متبعین ان کے بعد ان کے دین پر باقی رہے * جنگ
احد میں جب کافروں نے پکارا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور شیطان نے یہ جھوٹی افواہ مشہور
کی تو صحابہ کو بہت اضطراب ہوا اور ان میں سے کچھ لوگ بھاگ نکلے پھر جب ندا کی گئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف رکھتے ہیں تو صحابہ کی ایک جماعت واپس آئی حضور نے انہیں ہزیمت پر ملامت کی انہوں نے عرض کیا
ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی شہادت کی خبر سن کر ہمارے دل ٹوٹ گئے اور ہم سے ٹھہرا نہ گیا اس
پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ انبیاء کے بعد بھی امتوں پر ان کے دین کا اتباع لازم رہتا ہے تو اگر ایسا
ہوتا بھی تو حضور کے دین کا اتباع اور اس کی حمایت لازم رہتی * جو نہ پھرے اور اپنے دین پر ثابت رہے ان کو
شاکرین فرمایا کیونکہ انہوں نے اپنے ثبات سے نعمت اسلام کا شکر ادا کیا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے
تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امین الشاکرین ہیں۔ (تفسیر صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

۱۴۵۔ بے حکم اللہ تعالیٰ کی (مقدر یعنی حکم و فرمان) سے اور اپنی مدت پوری کر کے ہی مرتا ہے * اس آیت میں مسلمانوں
کو ترغیب دلائی گئی ہے اور ان کو جہاد کا شوق دلایا جا رہا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ جو غزوں کی وجہ سے کچھ عمر گھٹ نہیں (جاری)

348

اور پھر اس سے فرار کی وجہ سے عمر بڑھ نہیں جاتی موت تو اپنے وقت پر آ کر رہے گی خواہ کتنی حفاظت و حصار میں رہو تو اپنا فرض ادا کرو۔ ولقد

حضرت [illegible] علی [illegible] جیسے شیر دل [illegible] تنہا مقابلہ میں تھے اور روایت ہے کہ جب یہ ہیبت آ گیا اور لشکر اسلام گھبرا گیا تو جہاں [illegible] آپ سے آپ بلند

کر کے فرمایا کہ آؤ میں ہے اصل پہنچی ہوتا آؤ۔ اسی وقت یہ آواز سے ڈالدو یہ فرمایا کہ آپ نے لوگوں کو دوبارہ ڈال دیا۔

آپ کو دیکھ کر اور آپ میں اپنے جانثاروں کو پانی پلا آتا رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر دشمن کا خوف ختم ہو گیا اور اس میں

حضرت [illegible] اور کہتے تھے کہ یہ وقت [illegible] ورنہ ہمارا [illegible] جیسا کہ [illegible] کو ہاتھ

۱۴۶۔ اور کتنے ہی نبی ہیں کہ ان کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے لڑے ہیں (راہ حق میں یا جہاد فی سبیل اللہ میں)

یہاں یہ بتلایا ہے کہ جہاد کی سنت قدیم سے [انبیاء] کے وقت سے چلی آ رہی ہے اور اس راہ کے راہیوں کو اس سے گھبرانا

نہیں چاہیے۔ **رِبِّیُّوْنَ** ربّی۔ رہبانی کے مراد ہے یعنی اللہ والے اور مراد علماء و فقہاء و عبادت گزار ہیں (کشاف، روح)

ربی جمع [illegible] سے منقول ہیں (ابن کثیر، کبیر) **کَاَیِّنْ**۔ کم [illegible] کے معنی ہیں (قرطبی، بیضاوی)

خلاصہ: اے مسلمانو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں ہیں کہ انہیں وفات نہ ہو وہ تو خالص بندے اور تمام جہانوں کے لیے

رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے پیغمبر گزر چکے جو دنیا میں تشریف لائے اور اپنا فرض تبلیغ ادا کر کے تشریف لے گئے اور ان کے

بعد ان کی امتوں نے دین پر استقامت کی دینی خدمات انجام دیں۔ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ وفات پا جائیں

یا فرض کرو شہادت کا جام نوش فرمالیں تو کیا تم اسلام سے یا جہاد سے یا جہاد پر استقامت سے پھر جاؤ گے ہرگز نہ

پھرو گے پھر تم غزوہ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا غلط سن کر گھبرا کیوں گئے اور تم میں بعض نے ابوسفیان

سے امان کی درخواست کرنے کا خیال کیوں کیا اور تم میں منافقین نے یہ کیوں کہا کہ اسلام چھوڑ کر پرانے دین کی طرف

لوٹ جاؤ۔ ان منافقین کو تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ ہمت و جرات ہی کیوں نہ ہاری، خیال رکھو کہ اسلام تو قائم رہے گا اور کعبہ قائم رہے گا

اگر کوئی اسلام یا جہاد سے پھر جائے تو وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا نہ اس کے حبیب کا اور نہ اسلام کا بلکہ اپنا ہی نقصان

کرے گا دیکھو کہ مشرکین مکہ کے سرداروں نے قریش نے اسلام کی مخالفت کی، بلکہ اسے مٹانا اور ختم کرنا چاہا تو وہ خود ہی ختم ہو گئے۔ اسلام کی

خدمت کرنے والے مدینہ کے غریب انصار آج دنیا و آخرت میں سرفراز ہیں اس سے عبرت پکڑو اور اسلام و جہاد پر استقامت اختیار

کرو تاکہ تمہارا انجام بھی شکر گزار بندوں کی فہرست میں آئے۔ اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو دنیا میں بھی بدلہ دیتا ہے اور آخرت میں بھی

ثواب عطا فرماتا ہے اور ناشکروں کو محروم رکھتا ہے۔ * اور کوئی جان بغیر اللہ کے حکم کے نہیں مرتی۔ اللہ نے ہر ایک کی اجل لکھ دی ہے

اس سے نہ آگے ہو سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے ڈر کر اور بھاگنے سے نہ ٹلے گا اور نہ زندگی کو طویل کر سکتا ہے

اور جو شخص اپنے عملوں سے دنیا کا عوض چاہتا ہے اس کو دنیا ہی میں اس کا حصہ دے دیا جاتا ہے یا اجر دیا جاتا ہے آخرت میں وہ محروم رہتا ہے

اور جو شخص آخرت کا بدلہ چاہے اس کو وہی دیا جاتا ہے شکر گزاروں کو زیادہ ثواب عطا ہوتا ہے * آگے پھر بھی یہی

ان لوگوں کی سرزنش کی جا رہی ہے جن کے قدم احد میں ڈگمگا گئے کہ پہلے بھی انبیاء کرام اپنے ہمراہ بہت کثیر تعداد میں

آزمائش میں ڈالے گئے ہیں وہ ان سے ڈرے نہیں اور تم تو خیر الامم ہو اور سید الانبیاء کے غلام ہو کیا تمہیں

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّآ أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِيٓ أَمْرِنَا
وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ ○ فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ
الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ○ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ
اٰمَنُوٓا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلٰىٓ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خٰسِرِينَ ○
بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِينَ ○ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ
كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ أَشْرَكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَأْوٰىهُمُ
النَّارُ ۗ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِينَ ○ اور ان کی زبان سے بھی تو اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے

عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دے اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور ہم کو کافروں پر غالب کر * سو ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلہ اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نیکوکاروں سے محبت ہے * اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو الٹا پھیر دیں گے پھر تم ناکام ہو جاؤ گے * بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے * ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں ہیبت کافروں کے دلوں میں بسبب اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھہرایا ہے جس پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی اور ان کی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے بے انصافوں کی۔" (۳/۱۴۷ تا ۱۵۱)

۱۴۷۔ ان سے پہلے مجاہدین کا یہ حال تھا کہ باوجود ان کے پیغمبروں کے شہید ہو جانے کے وہ اس پر صبر کرتے اور لڑائی میں جمے رہتے اور یہ کہتے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف فرما اور جو کچھ ہم سے زیادتی ہوئی اور بے جا امر سرزد ہوئے ان کو معاف کر کہ ہماری شامت اعمال سے ہمارے پیغمبر شہید ہوئے (از راہ کسر نفسی اپنا ہی قصور سمجھتے تھے اور بخشش چاہتے تھے جو اچھے لوگوں کا طریقہ ہے) اور ہم کو ثابت قدم رکھ جہاد کی قوت دے اور کافروں پر ہم کو فتح دے (جلالین شریف)

۱۴۸۔ پھر فرماتا ہے کہ انہیں دنیا کا ثواب نصرت و مدد، ظفر و اقبال ملا اور آخرت کی بھلائی اور اچھائی بھی اسی کے ساتھ جمع ہو گئی۔ یہ محسن لوگ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں (تفسیر ابن کثیر)

۱۴۹۔ اللہ تعالیٰ کفار اور منافقین کی باتوں پر عمل کرنے سے منع فرماتا ہے جیسا کہ انہوں نے جنگ احد میں کہا تھا۔ کہ اگر تم ان کا کہنا مانو گے تو وہ تم کو (تمہارے دین سے) برگشتہ کر کے پھیر دیں گے جس سے تم دنیا و آخرت کے خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ تم ایسے لوگوں کی بات کی کچھ پروا نہ کرو (حقانی)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ کفار سے علیحدگی اختیار کریں اور ہرگز ان کی رائے

اور مشورہ پر عمل نہ کریں اور ان کے کہنے پر نہ چلیں (کنز الایمان)

۱۵۰۔ "(یہ دشمنانِ حق تمہارے کارساز و رفیق نہیں ہو سکتے) تمہارا کارساز و رفیق تو اللہ ہے۔ مدد کرنے والوں میں اس سے بہتر مددگار کون ہو سکتا ہے؟" اگر تم راہِ حق میں ثابت قدم رہو اور انسانی طاقتوں کی بجائے اللہ کی کارسازی و رفاقت پر بھروسا رکھو تو وہ وقت دور نہیں جب تمہاری ہیبت سے ان کے دل کانپ اٹھیں گے۔ (ترجمان)

۱۵۱۔ "واقعاتِ احد" کو دیکھتے ہوئے بعض کافروں کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ موقع مسلمانوں کو بالکلیہ خاتمہ کرنے کا گنوا دیا ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا پھر انھیں اپنے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کا حوصلہ نہ ہوا۔ (فتح القدیر)

جنگِ احد سے واپس ہو کر جب ابوسفیان وغیرہ اپنے لشکریوں کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے تو انھیں اس پر افسوس ہوا کہ ہم نے مسلمانوں کو بالکل ختم کیوں نہ کر ڈالا۔ آپس میں مشورہ کر کے اس پر آمادہ ہوئے کہ چل کر انھیں ختم کر دیں۔ جب یہ قصد پختہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا اور انھیں شدید خوف پیدا ہوا اور وہ مکہ مکرمہ ہی کی طرف واپس ہو گئے۔ اگرچہ سبب تو خاص تھا لیکن رعب تمام کفار کے دلوں میں ڈال دیا گیا کہ دنیا بھر کے سارے کفار مسلمانوں سے ڈرتے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ دینِ اسلام تمام ادیان پر غالب ہے۔ (تفسیر عثمانی و الفاضل حاشیہ)

ذنوب سے صغائر مراد ہیں۔ اسراف سے کبائر مراد ہیں (قرطبی) ثواب الدنیا یعنی فتح و ظفر حسن ثواب الآخرۃ یعنی جنت اور وہاں کی نعمتیں اللہ مولٰکم اللہ تمہارا دوست و محافظ ہے سو وہی تمہیں بچائے گا۔ (ماجدی)

خلاصہ: نہایت ہی پاکیزہ دعا ہے کہ الٰہی! ہم سے جو گناہ اور قصور سرزد ہوئے ہیں وہ معاف فرما دے اور ہم پر راضی ہو جا۔ کوتاہیوں اور غفلتوں سے بھی عفو و درگزر کی التجا کی جا رہی ہے۔ اس کے بعد فتح کے لئے دشمن کے مقابلہ کو میدانِ جنگ میں صبر و استقامت کی توفیق مانگی جا رہی ہے۔ جو کامیابی کی شرطِ اول ہے ✲ ثوابِ دنیا یعنی فتح و ظفر رعب و دبدبہ۔ ثوابِ آخرت سے جنت رضائے حق تعالیٰ مقصود ہے ✲ کفار کی اطاعت یا ان کی بات ماننے سے روکا گیا ✲ غزوۂ احد میں کفار کی پسپائی ہوئی سراسیمگی اور اس کے بعد مسلمانوں کے مکمل صفایہ کے معاندانہ اور خطرناک عزائم پختہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کی ہیبت پیدا کر دی اور رعب ڈالا۔ چنانچہ ان کی ہمت نے جواب دے دیا اور وہ مکہ مکرمہ لوٹ گئے۔ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ دشمن کے دل میں ایک مہینے کی مسافت پر میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی"۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ کا رعب مستقل طور پر دشمن کے دل میں ڈال دیا گیا تھا۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ
فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا
وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا
عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓي اَحَدٍ
وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰي
مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اور بے شک سچ کر دکھایا تم

سے اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ جب کہ تم قتل کر رہے تھے کافروں کو اس کے حکم سے یہاں تک کہ جب تم (خود ہی) کمزور پڑ گئے اور جھگڑنے لگے (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے) حکم کے بارے میں اور نافرمانی کی تم نے اس کے بعد کہ اللہ نے دکھا دیا تھا تمہیں جو تم پسند کرتے تھے بعض تم میں سے طلبگار ہیں دنیا کے اور بعض تم میں سے طلبگار ہیں آخرت کے پھر پیچھے ہٹا دیا تمہیں ان کے تعاقب سے تاکہ آزمائے تمہیں اور بے شک معاف کر دیا تم کو اور اللہ تعالیٰ بہت فضل و کرم فرمانے والا ہے مومنوں پر * یاد کرو جب تم دور بھاگے جا رہے تھے اور مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے کسی کو اور رسول اکرم بلا رہے تھے تمہیں پیچھے سے پس اللہ نے پہنچایا تمہیں غم کے بدلے غم تاکہ تم نہ غمگین ہو اس چیز پر جو کھو گئی ہے تم سے اور نہ اس مصیبت پر جو پہنچی ہے تمہیں اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔ من (۳/۱۵۲ اور ۱۵۳)

۱۵۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور تمہاری مدد کی۔ اس سے یہ بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ یہ وعدہ احد کے دن کا تھا۔ تین ہزار کا لشکر دشمنوں کا تھا تاہم مقابلہ پر آتے ہی ان کے قدم اکھڑ گئے اور مسلمانوں کو فتح شروع ہی حاصل ہوئی لیکن پھر تیراندازوں کی نافرمانی کی وجہ سے اور بعض حضرات کی پسپائی کی بنا پر وہ وعدہ جو مشروط تھا رک گیا۔ مزید فرماتا ہے کہ تم انہیں اپنے ہاتھوں سے کاٹ رہے تھے شروع وقت میں ہی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر غالب کر دیا لیکن تم نے پھر کمزوری دکھائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ان کی متعین کی ہوئی جگہ سے ہٹ گئے اور آپس میں اختلاف کرنے لگے حالانکہ اللہ نے تمہیں تمہاری رغبت کی چیز دکھا دی تھی یعنی مسلمان صاف طور پر غالب آ گئے تھے۔ مال غنیمت آنکھوں کے سامنے موجود تھا کفار پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ تم میں سے بعض نے دنیا طلبی کی اور کفار کی شکست دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا خیال نہ کیا اور مال غنیمت کی طرف لپکے گو بعض اور انہی میں ایسے آخرت طلب بھی تھے لیکن اس نافرمانی وغیرہ کی بنا پر پھر شکست کی نوبت آئی اور اگرچہ مرتبہ تمہاری پوری آزمائش ہو گئی غالب ہو کر مغلوب ہو گئے فتح کے بعد شکست ہو گئی لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرما دیا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ فی الواقع تم ان سے تعداد اور اسباب میں کم تھے

خطا کا صاف ہو جانا بھی عفا عنکم میں داخل ہے اور یہ بھی مطلب ہے کہ کچھ معمولی سستی کو شامل کر کے کچھ بڑے لوگوں کی شہادت کے بعد اس نے اپنی آزمائش کو اٹھا لیا اور باقی لوگوں کو معاف فرما دیا اللہ تعالیٰ ہمارا ایمان والوں پر فضل و کرم لطف و رحم ہی کرتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۵۳۔ یاد کرو جب تم چڑھے (چلے) جاتے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو پیچھے سے آواز دیتے تھے کہ اے اللہ کے بندو ادھر آؤ میرے پاس آؤ۔ جیسا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج دیا تو اللہ نے تم کو غم میں مبتلا کیا کہ تم کو نصیحت ہو جائے یا یہ مطلب ہے کہ تم دوہرے رنج میں مبتلا ہوئے مال غنیمت نہ ملنے کا رنج اور ہزیمت کا صدمہ۔ اللہ نے معاف فرمایا تاکہ تم کو غنیمت نہ ملنے اور ہزیمت کی وجہ سے ملال باقی نہ رہے اور جو تم کرتے ہو اللہ کو سب خبر ہے (تفسیر جلالین)

تحسونھم - ھم سے اشارہ دشمنانِ دین مشرکین مکہ ہیں حسّ کے معنی قتل کے ہیں (راغب، کشاف، قرطبی) باذنہ میں اذن سے مراد اللہ کا حکم تکوینی ہے (قرطبی، روح المعانی، جلالین) فاثابکم غمًّا بغم یعنی اس رنج کے عوض میں جو تمہاری ذات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھانا پڑا تمہیں بھی ایک رنج دیا گیا (روح المعانی) بحوالہ ماجدی

خلاصہ احد کے اول واقعہ میں دشمنان دو کو فتح تو پا چکے تھے کفار میدان چھوڑ چکے تھے تم نے خوب قتال کیا حتیٰ کہ وہ بھاگ پڑے اور تم ان کے تعاقب میں تھے * کہ نقشہ جنگ بدلا۔ درہ والوں نے کمزوری دکھائی۔ غنیمت کی محبت کے زیر اثر وہ اپنے امیر سے جھگڑ پڑے * ان میں سے اکثر نے پیارے محبوب کی نافرمانی کی بغیر حکم کے درہ سے ہٹ گئے * تب کچھ اس وقت پر اچانک رب تعالیٰ نے تمہیں پیاری چیز یعنی اسلام کی فتح کفار کی شکست غنیمت کا حصول سب کچھ تمہاری آنکھوں کو دکھلایا * درہ والوں کی غلطی کا انجام یہ ہوا کہ تم پر کفار کا پیچھے سے حملہ ہو گیا حسب تمہارے اوج بدل گئے جو تمہارے تھے خود مغالب ہو گئے * یعنی کچھ ایسا ہو گیا کہ رب تعالیٰ تمہیں جانچ لے تمہیں چھانٹ دے اور اس کے ذریعہ تمہارے درجے بلند کرے * تم سے جو کچھ بھی ہوا تمہارے رب تعالیٰ نے سب کچھ معاف کر دیا * سمجھ لو اللہ تعالیٰ مومنوں پر بڑا ہی مہربان ہے ان پر ہر طرح فضل و کرم فرماتا ہے * (بحوالہ نعیمی) زمین میں دور تک چلے جانے کو اصعاد کہتے ہیں (بیضاوی) ابو حاتم نے کہا کہ بلندی پر چڑھنے کو صعود اور ہموار زمین اور وادی میں چلنے کو اصعاد کہتے ہیں (قرطبی) احد میں بھی پریشانی اور سراسیمگی کا حال بیان ہو رہا ہے * ایسے نازک وقت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر تھا الیّ عباد اللہ الیّ عباد اللہ یعنی اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ کہ انتظامی شکل رہ جاتی * حکم نبوی سے سرتابی کر کے رسول اللہ کو رنج پہنچایا اس کے بدلے تمہیں بھی غم سے دوچار ہونا پڑا اچانک ہوا میدان ہاتھ سے نکل گیا اکثر شہید ہو گئے * یہ غم پر غم اور رنج پر رنج محض آئندہ صبر و استقامت سے کام لینے کے لیے تھا بعض علماء کا فرمانا ہے کہ یہ جملہ لکیلا عفا عنکم سے متعلق ہے یعنی اس لغزش کے باوجود تمہیں اس نے معاف کر دیا تو غلطی کا احساس تمہیں ہمیشہ حزین و غمگین نہ بنائے رکھے احساس خطا کے اس تکلیف دہ زخم پر اللہ تعالیٰ نے عفو و کرم کا مرہم لگا دیا